

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۷ اپریل ۲۰۰۴ء بہ طابق ۶ رقم الاول ۱۴۲۵ھجری بروز منگل بوقت صبح دن بجکر پچپن منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولانا عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَ ابْتَغُ فِيمَا أَتَكَ اللَّهُ الدَّارُ الْأَنْجِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْلَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ أَحْسِنْ كَمَا
 أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَ لَا تَبْغُ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ ط

(سورة القصص آیت نمبر ۷۷)

ترجمہ: اور جو مالم کو اللہ نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائیے اور جیسی اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے۔ (ولیس) تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو اور ملک میں طالب فساد نہ بنو۔ کیونکہ اللہ فساد کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

جناب اسپیکر: (وقفہ سوالات) جناب محمد نیم تریائی اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

محمد نیم تریائی: سر! سوال لیبر مسٹر کا ہے لیکن یہاں پر صنعت و حرفت لکھا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی! لیبر کا مسٹر کون ہے؟

محمد نیم تریائی: جناب اسپیکر! یہاں تو وزیر صنعت و حرفت لکھا ہوا ہے اور مسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ لیبر کا ہے تو پھر یہ غلطی کیوں کی جاتی ہے یہ پرمنگ کس کی ہے جناب مسٹر صاحب! تو انکار کر رہا ہے سر! اگر اسمبلی کے سوالات میں اس طرح غلطیاں ہوتی رہیں تو کیا حال ہو گا جناب! ابھی پتہ نہیں کہ لیبر مسٹر

کہاں پر ہے۔

جناب اپیکر: جمالی صاحب! آپ یہ چیک کریں کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): سر! یہ تو آپ کے سیکرٹریٹ سے چیک کرنا پڑے گا۔

جناب اپیکر: نہیں وہاں پر منشیر صاحب نے جو۔۔۔۔۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب! اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو ہم اس کی معافی

چاہتے ہیں چونکہ منشیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ تو لیبر کے لحاظ سے ہے اگر آپ چیک کریں اسکا مطلب ہے کہ پرنسنگ کی کوئی غلطی ہے۔

جناب اپیکر: no آپ چیک کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): چیک کروالیں تو بہتر ہے۔

جناب اپیکر: نیکم صاحب! جس طریقے سے دیا ہوا ہے اسی طریقے سے پرنسٹ ہوا ہے۔

محمد نسیم تریائی: جناب اپیکر! ذمہ داری تو اسیبلی کی بنتی ہے کہ یہ کس منشیر کے سوالات ہیں ہم نے تو متعلقہ محکمہ کو لکھا ہے کہ متعلقہ منشیر صاحب یہ جواب دیں کہ یہ کیا ہوا ہے۔

جان محمد بلیدی: سر! متعلقہ سوال جس منشیر سے کیا گیا ہے (صنعت و حرفت) اس نے جواب بھی دیا ہے

اور ابھی آ کروہ فلور پر کہہ رہا ہے کہ یہ میر اسوال نہیں ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے سر!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اپیکر صاحب! اسکا نوٹس لیا جائے۔

جناب اپیکر: صنعت و حرفت کا منشیر کون ہے؟

سردار مسعود احمد لوئی (وزیر معدنیات): سر! میں صنعت کا منشیر ہوں۔

جناب اپیکر: جواب تو آپ نے دے دیا ہے۔

سردار مسعود احمد لوئی (وزیر معدنیات): سر! یہ ان لوگوں نے غلطی سے پرنسٹ کیا ہے یہ

question لیبر ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔

جناب اپیکر: جواب پھر آپ لوگوں نے کیوں دیا ہے؟

سردار مسعود احمد لوئی (وزیر معدنیات): سر! غلطی سے پرنسٹ ہوا ہے لیبر نے بھیج دیا ہو گا یہاں پر لکھ دیا

ہے کہ صنعت و حرفت۔

جناب اسپیکر: یہ ایسا نہیں ہے ابھی میں چیک کرتا ہوں۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): سر! آپ یہ دیکھیں کہ انڈسٹری سیکرٹری کے دستخط سے آیا ہے یا لیبری سیکرٹری کے دستخط سے آیا ہے آپ چیک کریں خود بخوبی سیر ہو جائیگا اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی چیک کریں یہ مسئلہ حل ہو گا۔

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے جب وزارتوں کی تقسیم نہیں ہوئی تھی اس زمانے کا سوال ہے اس طرح لگتا ہے انڈسٹریز مسلم لیگ کے کھاتے میں ہے لیبرا یم ایم اے کے کھاتے میں رہ گئے ہے اس وقت مشترکہ جب وزارتیں تھیں جو ایم ایم اے نے surrender کی تھی انڈکریز ان کو ملی تو اس تاریخی حوالے سے دیکھیں۔

جناب اسپیکر: نیم صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے صنعت و حرفت لکھا ہے۔ جب انہوں نے سوال صنعت و حرفت کو بھیجا ہے انہوں لیبرڈی پارٹمنٹ کو بھیجا ہے اور جواب اس کا لیبرڈی پارٹمنٹ نے دیا ہوا ہے۔ تو لیبر کا منسٹر کون ہے؟

محمد نیم تریالی: اس کو الگ دن کے لئے رکھ دیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): میں گزارش کروں گا کہ جیسے آپ کا طریقہ کار رہتا ہے کہ آج جس منسٹری کے سوالات ہونگے لیبر کے پہلے ہو چکے ہیں پھر دفعہ منسٹر صاحب بیماری کی وجہ سے غیر حاضر تھے آپ نے اس کو موخر کر دیا تھا ابھی اس کو تھوڑا سچ کر لیا جائے تو بہتر ہے اگر یہ غلط منسٹری کے پاس چلا جائے گا تو اس میں complication پیدا ہوتا ہے۔

میر جان محمد جمالی: جناب! یہی پہلا سوال ہے یہ لیبر میں چلا گیا ہے آپ دوسرے سوالات کو دیکھیں وہ اس کی وزارت سے تعلق رکھتے ہیں صرف ایک سوال کا مسئلہ ہے پہلا سوال ہے۔

جناب اسپیکر: جناب محمد نیم تریالی صاحب اپنا سوال نمبر ۳۲۹ پکاریں۔

☆ محمد نیم تریالی: کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وکیشنل سینٹر قلعہ عبداللہ کورسی طور پر Up Grade کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سینٹر کے لئے کل سقدر فنڈ رخص کئے گئے ہیں نیز اس سینٹر میں کام بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ اور حکومت دوبارہ کام کب سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

سردار مسعود احمد لوئی (وزیر معدنیات): (الف) وکیشنل ٹریننگ سینٹر قلعہ عبداللہ کو حقیقی طور پر ترقی دی جا رہی ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل نئے شعبے شروع کرنے مقصود ہیں:-

۱۔ ایکریکلچر مشین ریپر ریوب ویل ریکٹر وغیرہ۔

۲۔ ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشنر۔

۳۔ ریڈیورٹی وی۔

(ب) برائے سال 2003-04ء وکیشنل ٹریننگ سینٹر قلعہ عبداللہ کی ترقی کے لئے کل رقم ۲ کروڑ ۲۹ لاکھ ۳۲ ہزار روپے مختص کی گئی ہے۔ جس میں سال رواں کے لئے ایک کروڑ روپے جاری کئے گئے ہیں اس سلسلے میں منظوری برائے ٹینڈر رز خریداری سامان جناب معتمد صاحب کو فائل ارسال کردی گئی ہے جو نبی منظوری ہو گی، قواعد و ضوابط کے تحت آلات اور مشینی مہیا کر دی جائیں گی اور بعد ازاں مندرجہ بالا مشینوں میں بھی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب اسپیکر: اس سوال کو موخر کرتے ہیں سوال نمبر ۳۴۹ موخر ہے۔

محمد نسیم تریاںی: میں ایک تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں کہ انہوں نے تیرہ بندوں کے نام دیے ہیں یہ ایڈیاک پر کیوں ہیں ان کو مستقل کیوں نہیں کیا ہے؟

جناب اسپیکر: جی۔

عبد الغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): یہ ایڈیاک پر ہیں اس لئے مستقل نہیں کیا گیا۔

جناب اسپیکر: او کے۔

عبد الرحیم زیارت وال: جناب! یہ بتائیں گے کہ کون سے ادارے کہاں کہاں پر قائم ہیں۔ اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

عبد الغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): یہ تفصیل دی ہوئی ہے نا۔

عبدالرحیم زیارتولی: یہ جو آدمی آپ نے لگائے ہیں ان کی تفصیل ہے؟
عبدالغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): ٹوٹل ضلع وار تفصیل اسی میں ہے آپ اس کو دیکھیں۔
(آپس میں گفتگو)

جناب اپسیکر: یہ بچے رحیم صاحب! لکھا ہوا ہے اسمبلی لامبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور کے۔
محمد شیم تریالی صاحب اپنا سوال ۳۹۵ پکاریں۔

☆ ۳۹۵ محمد شیم تریالی: کیا وزیر صنعت و حرفت از ارہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
اس وقت صوبہ کے کن کن اضلاع میں کس نوعیت کے کون کو نے ادارے کہاں قائم ہیں۔ مذکورہ
اداروں میں تعینات تمام ملازمین کے نام بعد گرید کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟
عبدالغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): ملکہ ہذا میں 2001 تا 2003 تک مندرجہ ذیل لوگوں کو صرف
عارضی رائیڈھاک طور پر بھرتی کیا گیا جو درج ذیل ہیں:-

انوار الحق	چیف گک	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۲-۲-۱۲
محمد محفوظ	لک	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۳-۶
محمد حسن	چوکیدار	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۲-۱-۲
طارق مسح	گرٹقلی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۱-۱۳
اکرم مسح	گرٹقلی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۱-۱۳
محمد الیاس	الیکٹرک سیکشن	فلکسڈ تنخواہ	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۲-۲
عبد حسین	ٹیکنیشن	فلکسڈ تنخواہ	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹-۳
حاجی ولی محمد	مالی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹-۳
عمران مسح	گرٹقلی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹-۳
سردار مسح	گرٹقلی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹-۱۱
لیافت مسح	گرٹقلی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹-۱

۱۲	ہموئیں مسح	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹
۱۳	اکرم مسحی	گریڈا	عارضی رائیڈھاک	۲۰۰۳-۹

مندرجہ بالا ملaz میں 2001 سے 2003 تک عارضی رائیڈھاک پر بھرتی کئے گئے ہیں۔

محکمہ صنعت و حرفت (سماں انڈسٹریز و نگ) کے تحت قائم ادارے اور ان میں تعینات ملaz میں بعد گریڈ کی ضلع و اتفاقیل ضخیم ہے۔ لہذا اسمبلی لا بیری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمیمی سوال ہے۔

چکول علی ایڈوکیٹ: جناب! جو ہم نے یہ سوال کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے کہ میں یعنی سوال کرنے والا خود ڈائریکٹر جزل گوادر پورٹ اتحاری سے رابطہ کریں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہمارے منشی صاحب کو پارلیمنٹ کے امور میں کوئی تجربہ نہیں لیکن جو سیکرٹری حضرات ہیں اگر یہ سوال اس سے متعلق نہیں تھا تو پارلیمان کے ادب کے تحت وہ اس بات کا پابند ہے کہ وہ متعلقہ ڈپارٹمنٹ کو خود لکھ دیتا۔ میرے خیال میں ہمارے سیکرٹری صاحبان ان چیزوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتے ہیں کہ ڈائریکٹر جزل گوادر پورٹ اتحاری تو فیڈرل گورنمنٹ کی ہے۔ اور ایک سوال میں نے کیا انہوں نے اس کے دو جواب دیتے ہیں پھر سوال نمبر ۳۶۳ بھی یہی ہے اور ان کا جواب یہ ہے کہ ہم نے گوادر ڈیلوپمنٹ اتحاری بنائی ہے لہذا آپ لوگ اس سے رجوع کریں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی irregularity اس کو ڈس کر تج کرنا چاہئے۔

جناب اسپیکر: جی۔

عبد الغفور لہڑی (وزیر صنعت و حرفت): جناب اسپیکر! صوبائی حکومت نے گوادر ڈیلوپمنٹ اتحاری قائم کر دی ہے صنعتی زون کے قیام کے لئے چکول صاحب کہہ رہے ہیں کہ 187884 یکٹار ارضی مختص کی ہے وہاں پر ہے اٹھارہ ہزار ایکٹر۔ جو صنعتی زون کو مختص کی گئی ہے لیکن یہ صنعتی مقاصد کے لئے رکھی گئی ہے

جی ڈی اے نے ابھی تک یہ اراضی ملکہ صنعت کے خواہ نہیں کی ہے۔

جناب اسپیکر: لیکن یہ جو آپ نے لکھا ہے ڈائریکٹر جزل گودار پورٹ اتھارٹی سے رابطہ کیا جائے۔ رابطہ کون کرے گا متعلقہ منستر کرے گا۔

عبدالغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): یہ ہے نا۔ جی ڈی اے کا سائیں۔

جناب اسپیکر: یہ جو جواب آپ نے دیا ہے اس کو آپ ذرا پڑھ لیں۔

عبدالغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): یہ جی ڈی اے کا ہے ہمیں ابھی تک ایک ایکٹ صنعتی زون کے لئے نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! پھر جواب اس طرح سے ہونا چاہئے کیا جمالی صاحب یہ جواب صحیح ہے؟

کچوں علی ایڈ ووکیٹ: مجھے تفصیل بتانے دیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): اگر آپ جواب دیکھیں کہ ابھی تک اتھارٹی نے ملکہ صنعت حرفت کو اس سلسلے میں مطلع نہیں کیا اور موجودہ پوزیشن میں ان کا جواب صحیح ہے جب اس کی تھوڑی سی کلیسر یونیکیشن ہو جائے گی تو منستر صاحب انکو بتا دیں گے۔

جناب اسپیکر: اعتراض یہ ہے باقی جواب ٹھیک ہے اس نے لکھا ہے ڈائریکٹر جزل گودار پورٹ اتھارٹی سے رابطہ کیا جائے یعنی اس کو کہتا ہے رابطہ کیا جائے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): اگر جی ڈی اے کے منستر بیٹھے ہوئے ہیں وہ وضاحت کر دیں اس میں اگر نیا سوال کر لیں تو ان کو جواب دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: کچوں صاحب!

کچوں علی ایڈ ووکیٹ: جناب! کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے میں ادب کے ساتھ کہتا ہوں کابینہ کا جو مفہوم ہے ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ہر ایک منستر اپنے ملکے کا انچارج ضرور ہے لیکن وہاں اگر ان کے ہاں کو آرڈینیشن ہوتا۔ اور کابینہ کی جو مشترکہ ذمہ داری ہے اگر یہ ڈیپارٹمنٹ دوسرے ڈیپارٹمنٹ کو کہہ دیتا ہر چند کہ مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے میں پھر آ جاؤں گا لیکن یہاں جس粗鲁 (rude) انداز سے کہ یہ میرا معاملہ نہیں ہے کہ آپ وہاں جائیں میں کہتا ہوں کہ یہ پارلیمانی جو اداب ہیں ان کی

صریحاً خلاف ورزی ہے ویسا پریکش یہ رہا ہے اگر اس سوال کا اس مکمل سے تعلق نہیں تھا وہی ڈیپارٹمنٹ اس کو ریفر کرتے دوسرے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو وہ جواب دے دیتے۔ ہم یہاں تین چار دفعہ آئے ہیں یہ ہوتا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: او کے گلوب صاحب۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): حقیقت یہ ہے کہ جب ہم یہاں اسمبلی میں آتے ہیں تو سوال جواب نہیں یہ ڈیک پر ملتے ہیں اس وجہ سے یہ ہماری کمزوری سمجھ لیں یا اپنی سمجھ لیں۔ منظر صاحبان جب یہاں آ کر پڑھیں یہ جو لکھا ہوا جواب ہوتا ہے اور اس پر ضمنی سوال ہوتے ہیں اس کیلئے تیار نہیں ہو پاتے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں پارلیمانی امور کا وزیر ہوں اور آپ سے میں نے بارہا گزارش کی ہے کہ کم از کم جو پارلیمنٹری منستر ہے اس کو ایک دن پہلے آپ کی کارروائی مل جانی چاہئے۔ تاکہ ہم اپنی میٹنگ میں بیٹھ کر سب وزرا صاحبان کو کہیں یہ آپ کی ذمہ داری ہے یا آپ کے سوالات ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ چوبیس تاریخ کے سوالات ہیں اور آج ستائیں تاریخ میں شامل ہیں۔ چوبیس تاریخ کو آپ کو کارروائی مل گئی ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): یہ اس دن میں سوال جواب نہیں تھے۔

جناب اسپیکر: جی جام صاحب!

جامع میر محمد یوسف (قاائد ایوان): پوائنٹ آف آرڈر۔ سر! جو محترم گلوب علی صاحب نے فرمایا ہے کہ گوادر میں صنعتی زون کے قیام کے لئے نوے ایکٹر ہے یا چوراسی ہزار ایکٹر زمین ہے یہ وفاق نے It is right or I m wrong directive ہے اس میں بات یہ ہے کہ گوادر میں جو زمینیں ہیں وہ لوگوں کی زمینیں ہیں نہ وہ وفاق کی ہیں نہ صوبائی حکومت کی ہیں اور نہ وفاق کو یہ زمینیں دی گئی ہیں بات یہ بنتی ہے کہ Under the Gwader Development Authority یہ ایک اتحاری بنی تھی جس کا نام Gwader Development Authority ہے اس کا ڈائریکٹر جزل اہلی صاحب ہیں جیسا کہ منظر ایں اینڈ جی اے ڈی نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس تواب تک زمین ہی

نہیں ہے۔ سر! آپ کو ایک بات بتاتا چلوں گوا درڈ یو پمنٹ اتحاری کا جو ماسٹر پلان منظور ہوا ہے اس ماسٹر پلان میں انڈسٹریل زون بھی ہے اور ٹورزم زون بھی ہے جہاں پر ہولنگ اور دوسری چیزیں ہوں گی ابھی فیصلہ یہ کرنا ہے کہ اگر حکومت بلوچستان یہ زمین اپنے حوالے کرتی ہے تو جی ڈی اے سے لینا سے چاہتی ہے آیا جی ڈی اے کے پاس اتنی رقم ہیں یا صوبائی حکومت کے پاس اتنی زمین ہے یہ لوگوں سے لے سکتی ہے حکومت بلوچستان کے پاس اتنی صرف قانونی پوزیشن ہو گی کہ وہاں پر جتنے افراد کے پاس زمین ہے یا تو اگر وہ فروخت بھی کرتے ہیں کسی انڈسٹریل سٹ سے یا کسی سے بھی انہیں ہم صرف اتنا پابند کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے ambit میں رہ کر وہاں وہ انڈسٹریل ایئریا پوزیشن کر سکتی ہے آیا یہ زمینیں ان کے حوالے کی جائیں اور وفاق کے پاس جو اگر گوا درڈ یو پمنٹ اتحاری سے وہ زمین مانگے گی تو جس طرح کراچی روڈ اینڈ ریکولپیشن ہیں اس کے پرو سیگر ہیں ہم ان پرو سیگر کے تحت پورٹ کے لئے زمین دے سکیں گے باقی جو پر اس ہیں زون کے اور انڈسٹریل ایئریا پوزیشن کے یا اکنا مک زون کے یا ٹورزم زون کے وہ تو حکومت بلوچستان ہی کرے گی لیکن حکومت بلوچستان ان افراد سے یہ زمین لے پھر انہیں پابند کر دے گی کہ وہ اپنے پیرامیٹر میں رہ کر گوا درڈ یو پمنٹ اتحاری کو ڈیولپ کر سکتی ہے ویسے نہ حکومت بلوچستان کیسی دباؤ کے تحت اور نہ مرکز نے ہم سے یہ پچاسی ہزار ایکڑ میں مانگی ہے وہ صرف اپنی پورٹ کی حد تک زمین مانگنا چاہتی ہے تو اسے حکومت بلوچستان پھر بھی ہم لوگوں سے زمین خرید کر ان کو دیں گے ویسے حکومت بلوچستان کے پاس پورٹ تھاری کے پاس اتنی زمین نہیں ہے گوا در کے دور دراز علاقوں میں واقعی حکومت بلوچستان کے پاس زمین ہے وہ Middle of the heart of the city کے اندر کوئی ایسی زمین نہیں ہے جس کا ہم یہاں بیان کر سکیں لوگوں سے خرید کر ہم دیں گے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ جی

چکول علی ایڈو وکیٹ: جناب! اسلام آباد سے 28 اپریل 2003 کو ایک لیٹر آیا ہے جو پندرہ نمبر کی ریزو لیشن جو ہماری معزز اسمبلی نے منظور کروایا تھا اس پر جوانہوں نے directive دی ہے اگر مجھے اجازت دیں میں اس کو پڑھلوں۔

جناب اسپیکر: پڑھ لیں۔

پکول علی ایڈو کیٹ: Pakistan Govt has decided that to set up a free trade zone at gwadar in area and four thousand area has been earmarked for the free trade zone and ten hactor for export processing zone at gwadar. کہ میں نے چار ہزار ایکڑ فری ٹریڈ زون کی خاطر اور ایک سوا ایکڑ اسپورٹ پر اسینگ زون کی خاطر یہ میں نے مختص کی ہے ان مقاصد کے لئے میرا سوال یہ ہے کہ جوانڈسٹریل سبجیٹ ہے وہ ٹولی ایک صوبائی سبجیٹ ہے اور بلوچستان حکومت کو یہ فخر ہے اس کے پاس ہے لیکن بعد میں کیا ہوا ہم لوگوں نے وندر انڈسٹریل زون اور حب میں ہم لوگوں نے یہ ڈیویلپ کئے جب ہم لوگوں کا اپنا ڈیپارٹمنٹ ہے اور لوگوں کا یہ تجربہ بھی ہے فیڈرل کیوں ہمارے ایک ڈیپارٹمنٹ کے اختیارات کو وہ چھین لینا چاہتا ہے میرا مقصد یہاں صرف یہ رہا ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ جی بولیں۔

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): جناب! یہ مسئلہ جو یہاں پیش ہو رہا ہے مجھے اجازت دیں میں بھی اس پر کچھ بولوں جناب! مسئلہ یہ ہے کہ جوانڈسٹری ڈیپارٹمنٹ ہے یہ انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرتا ہے جیسے وندر حب۔ بالکل اسی طرح جیسے کراچی میں ہے سائب سندھ انڈسٹریل ٹریڈنگ اسٹیٹ ہے کراچی میں ہے نوری آباد سکھر میں ہے وہ حکومت سندھ کے ماتحت ہے اور جناب! ایک ہوتا ہے Export processing zone جو اس وقت بن قاسم کراچی میں بھی ہے وہ purely fideirl گورنمنٹ کے ماتحت ہوتا ہے میں جناب! آپ کے توسط سے اپنے معزز ممبر سے گزارش کر رہا ہوں کہ ای پی زیڈ جو ہے اس میں جو چیزیں بتی ہیں وہ لوکل مارکیٹ میں نہیں کھپائی جاتی ہیں وہ صرف اسی طرح جو باہر کے مشہور برائلز ہیں جیسے سینٹ مائکل مارک سپنسر وغیرہ جس طرح سے ہیں وہ جہاں سستی لیبر ہوتی ہے اگر ہمارے جو ان کو تاتے ہیں کہ ہم آپ کے معیار کی چیزیں اپنے ملک میں بناتے ہیں وہ manufacturer کو اجازت دیتا ہے اور ان کا نام مال برادر است پورٹ سے ای پی زیڈ میں جاتا ہے کشمکش کی نگرانی میں جاتا ہے اور وہاں پر جیسے مال بنتا ہے اگر آپ مارک سپنسر کی کوئی چیز جیسے آج کل پاکستان میں اس کی شرط بن رہی ہے وہ آپ کو لندن میں ملے گی کراچی میں نہیں ملے گی تو ای پی زیڈ مکمل طور پر فیدرل گورنمنٹ کا

سبجیکٹ ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ بلوچستان میں پہلی بار گورنمنٹ ای پی زیڈ بنارہی ہے یہ کچکوں صاحبِ مجھ سے زیادہ لاٹ ہیں پڑھے لکھے ہیں وہ تھوڑا سندھ کا مطالعہ کریں اور جناب! جیسے ہائٹ ہیں جیسے ڈیرہ مراد جمالی کوئی میں انڈسٹری ہیں وہ مکمل طور پر صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں اور اس میں کوئی مداخلت نہیں ہو رہی ہے اور دوسرا بات جناب! یہ کہ earmark کرنا کوئی زبردستی نہیں ہے ایک پلان بنتا ہے کہ یہاں پر ہاؤسنگ اسکیم ہو گی یہاں پر پارک ہونگے یا ای پی زیڈ ہو گی یا ایئر پورٹ ہو گی یا کوئی اسکیم دیکھ ہو گی جو صوبائی حکومت کی زمین ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ ان سے خریدے گی یا جس طرح لے گی وہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے درمیان ہی ہو گی اس میں کوئی زبردستی نہیں ہو گی اس میں earmark کا مطلب نہیں ہے کہ آپ نے اس پر قبضہ کر لیا ہے چھاؤنیاں بن رہی ہیں کوئی زبردستی کام چھاؤنیوں پر نہیں ہو رہا ہے قانونی طریقے سے صوبائی حکومت کا جو لینڈ لکشہر جو ہے اشتہار کے ذریعے وہ زمین حاصل کر رہا ہے accrue کر رہا ہے صرف طریقہ کار کے تحت۔

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ: اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی ہے آپ اس کی تذلیل کر رہے ہیں۔ (مداخلت)

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): جناب! میں آپ کو ایک چیز واضح کر دیتا ہوں اور اعتقاد سے کہتا ہوں کہ جام یوسف صاحب شریف آدمی ہیں لیکن وہ اپنے بلوچستان کے حقوق کے بارے میں جب ضد پر آتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو منو نہیں سکتی وہ حقوق لے کر رہتے ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور کسی آدمی کی شرافت کا ناجائز فائدہ نہ لیا جائے جام یوسف کو کوئی بھی dictate نہیں کر سکتا یہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: او کے آپ تنیریف کھیں۔ جی کچکوں صاحب!

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ: جناب! ہمارے لئے بھی قابل احترام ہیں ہمارے بھی بڑے بھائی ہیں بلوچستان کے حقوق کا جو مسئلہ ہے ہم لوگ اس سے good faith میں ان سے سوال کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے جمالی صاحب!

میر جان محمد جمالی: کچکوں صاحب! اجازت دیں اکبر مینگل صاحب! جو بھوتانی صاحب بات کر گئے ہیں پہلے دن اجلاس تھا اس دن کچھ کارروائی مؤخر ہوئی تھی اس میں ایک قرارداد تھی اسی صفتی زون کے سلسلے

میں گواہ کی۔ وہ آپ نے کہا کہ اگلے دن جب غیر سرکاری کارروائی ہوگی اس میں یہ قرارداد لائی جائے گی اس میں جتنی بحث جو ایک سپیمنٹری کے ذریعے ہو رہی ہے وہ سیر حاصل بحث اس میں کی جاسکتی ہے وقت بچا کر ہم آگے بڑھتے ہیں اور جمعرات کے دن اس پر بحث کریں گے۔

جناب اسپیکر: کیا خیال ہے کچوول صاحب! ٹھیک ہے اور آپ کا جواب گلاسوال ہے اس کا جواب بھی اسی میں آگیا ہے۔

جناب اسپیکر: کچوول علی صاحب! اپنا سوال نمبر ۳۶۲ پکاریں۔

☆☆☆
کچوول علی ایڈوکیٹ: کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، بلوچستان میں چہبڑا ف کا مرس موجود ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو گواہ میں سرمایہ کاری کے لئے وفاقی چہبڑا ف کا مرس سے اجازت لینے کی کیا ضرورت تھی تفصیل دی جائے؟

عبد الغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): جی ہاں بلوچستان میں چہبڑا ف کا مرس موجود ہے۔ اور اس کی کئی شاخیں گواہ، تربت اور چمن میں بھی موجود ہیں کیونکہ گواہ میں سرمایہ کاری کے لئے ملک بھر سے سرمایہ کا رد پیسی رکھتے ہیں جس کی وجہ سے وفاقی چہبڑا ف کا مرس کو اعتماد میں لینا ضروری تھا۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال۔

کچوول علی ایڈوکیٹ: جناب! اس میں کہا گیا تھا جب صنعت کاری ہو گی گواہ میں۔ یہاں جائزیت و نظر ہو بلوچستان کے لوگوں کے اشتراک سے یہاں صنعت کاری ہو کیونکہ ہمیں تجربہ ہوا تھا گوہم ٹیکنیکل لوگ نہیں۔ وہاں سارے کراچی کے صنعت کاروں نے صنعتیں بنادیں مزدور کراچی سے لائے ہم لوگ بھی نہیں beneficiary ہیں بنے اس لئے اس خوف کی وجہ سے وہ قرارداد ہم نے پیش کیا تھا ابھی ہمیں کیا ڈائرکشن دیتا ہے فیڈرل گورنمنٹ اس سلسلے میں۔

ministry of industry and production has started consultation with the potential investor to indentify the kind of project which can be viably established and profitably operated in Gwader the spirit of resolution No 15 adopted by the prov

assembly of Balochistan to indentify joint venture project in celebration with the local potential investor of Balochistan and the investor of other province has been noted and will be kept in view during the exploitation . Free trade zone and export process zone at gowader.The local potential investor of Balochistan may also be advised by the Balochistan Govt. to keep constant with the Federation

جناب یہاں میرا صرف مدعایہ ہے کہ Pakistan chamber of commerce.

سنده میں پنجاب کی صنعت کے حوالے سے بالکل monopoly ہے حالانکہ سنده بھی ہم سے ہر لحاظ سے آگے ہے وہاں جو مہاجر لو ہیں وہ آر گنازڈ لوگ ہیں ہمارے سندھی بھائی ایجوکیشن کے حوالے سے ہمارے سے آگے ہیں جہاں تک گوادر اور بلوچستان۔ ہمارا جو پہلے سے تجربہ ہے ہم لوگوں کا جو مائنڈ ہے ٹینکیل وہ نہ ہونے کے برابر ہے اور ہمارے پاس خود چبر آف کا مرس بلوچستان میں ہے حتیٰ کہ مکران میں ہے میرا کہنا یہ ہے جب بلوچستان میں چبر آف کا مرس ہے فیڈرل گورنمنٹ ہمیں محتاج نہ کرے فیڈرل گورنمنٹ چبر آف کا مرس کی۔ کہ ہماری اصل exploitation یہاں ہو گا۔ اگر ہم لوگ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت رہے تو جو گوادر ہے ہم لوگوں سے چلا گیا اس کو بلوچستان چبر آف کا مرس کے ہاتھ میں دیا جائے۔

جناب اسپیکر: او کے جی۔

عبدالغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): جناب اچونکہ گوادر میں صنعت کاری بہت بڑے پیمانے پر ہونے کی توقع ہے اور کوئی، چن، گوادر، تربت اور سبیلہ کے چبر میں چھوٹے چھوٹے سرمایہ کارشامل ہیں۔ اس سرمایہ کاری کے لئے ملک بھر کے سرمایہ کاروں کو دیا جا رہا ہے اور وفاقی چبر آف کا مرس کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ یہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اس نے جو ابھی سلیمنٹری کیا ہے اس کا جواب دیں۔

عبدالغفور لہری (وزیر صنعت و حرفت): جواب تو یہ ہے اس کا ناسا میں۔ جی ہاں بلوچستان میں چمبر آف کامرس موجود ہے۔ اور اس کی کئی شاخیں گوادر، چمن اور تربت میں ہیں۔ (مداخلت)
جناب اپیکر: آپ سپلائمنٹری کریں۔

چکول علی ایڈ ووکیٹ: جناب! ہمارا مقصد یہ نہیں ہے سی ایم صاحب بلوچستان کا موقف۔ بلوچستان کے مفادات کی جو ہمیں توقع ہے وہ ہمیں یہ بتا دے کہ وہ ہمیں کیوں فیڈرل گورنمنٹ چمبر آف کامرس کا کیوں محتاج بنا رہا ہے جب چمبر آف کامرس بلوچستان میں ہے میں صرف سی ایم سے کہوں گا کہ یہ تو انہوں نے جو ہمیں ڈائرکشن دی ہے یہ ہماری خود مختاری میں اور ہمارے صوبائی مفادات کے بالکل برخلاف ہے۔

جناب اپیکر: او کے جام صاحب! اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کا جواب دیں۔
جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): جناب ویسے بھی کوئی صوبہ نہیں چاہے گا کہ بات فیڈرشن کی یا بلوچستان کے چمبر آف کامرس کی ہو۔ کہ فیڈرشن چمبر آف کامرس بلوچستان کے چمبر آف کامرس کو dictate کرے۔ ویسے بھی میں ابھی چکول صاحب کو بتاتا چلوں کہ گورنر بلوچستان گئے تھے وہاں کے کچھ چمبر آف کامرس کے لوگوں کو گوادر چمبر آف کامرس کے لوگوں نے انہیں مدعا بھی کیا اور انہیں دعوت بھی دی اور گوادر کے چمبر آف کامرس نے ان کو یہاں تک کہا کہ آپ لوگ یہاں آ کر گوادر میں invest کریں جہاں تک بات ہے صرف پرو یسگر ہے کہ آیا مرکز جس انداز سے مداخلت کر رہا ہے چکول صاحب نے کہا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے میں واضح طور پر بتا دوں ای پی زیڈ کے بارے میں جو بات ہوئی ہے جناب! یہ حقیقت ہے ویسے بھی چکول صاحب خود سابقہ کینٹ میں تھے ایسے immediate matter کینٹ میں آئے۔ میرے خیال میں جب گڈانی پروسنگ زون ہوا تھا اس میں حکومت پاکستان نے بھی محترمہ بنی نصیر تھیں گذانی کو ای پی زیڈ کا درجہ دیا تھا جب دوسری حکومت آگئی تو اس کو انہوں نے ختم کر دیا تو these are the process of development تو ظاہر ہے جب جیسا کہ اسلام بھوتانی نے کہا جتنی بڑی ٹریڈ مارک کمپنیز ہیں وہ اپنی جو اشیا بناتی ہیں فارن ممالک کے لئے وہ ظاہری طور پر وہ ای پی زیڈ کے اندر رہتے ہوئے وہ کام کر سکتی

بیں اس سے ہٹ کر کوئی ان کی limitation نہیں ہوتی کیونکہ وہ ایک ایسی facility جس کو باہر کے یا ملک کے investor ہیں وہ ای پی زیڈ میں رہتے ہوئے یہ افادیت ان کو مل سکتی ہے۔ چونکہ بلوچستان کے اور ہر پروشن اتحاری کے اپنے رولز ریکولیشن ہوتے ہیں اور جہاں پورٹ بنی ہے وہاں ظاہری بات ہے ای پی زون کا انتخاب ہوتا ہے ای پی زیڈ کی findings لیں اور ویسے پورٹ قاسم اور دوسرے اتحاری میں بھی ای پی زیڈ کا قیام ہو چکا ہے اور اب ای پی زیڈ جس مقصد کے بارے میں آپ نہیں سوچ سکتے ہیں اور ای پی زیڈ میں شاید سارے گوادر کو لپیٹ میں لیا جائے گا۔ یہم فیصلہ نہیں دے سکتے ہیں بلکہ جو اپنے اختیار میں گوادر پورٹ اتحاری ہے وہاں ای پی زیڈ کے اندر جو بھی انڈسٹریل سٹی ہیں یا ٹریڈر ہیں یا ٹریڈ یونین ہیں اس کے اندر کام کو بروئے کار لاسکتے ہیں جہاں تک بلوچستان چمبر آف کامرس کے بارے میں بتاتے ہیں ان کا جو کام ہے، ہم کوشش کریں گے ان کو زیادہ facilities بلوچستان میں وہ اپنے پاس زیادہ استعمال کر لیں آٹھ تاریخ کو وزیر اعظم صاحب بھی آ رہے ہیں اور وہ اس کو represent کریں گے۔ یہ جو انوسمنٹ کار پوریشن کا اجلاس سات اور آٹھ کو ہو رہا ہے اس کے اندر بلوچستان میں جو مختلف موقع ہیں اور پاکستان سے جو اس میں انوسمنٹ کرنا چاہتے ہیں وہ ظاہر ہے کہ جب بلوچستان میں انوسمنٹ آئے گی ہر وہ بلوچستان کے حقوق ان کے رہن سہن اور ان کی employment ہو گی وہ تو یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ ان کی پامالی ہو۔ ہم ان سے گفتگو کریں گے اور اخباروں میں بھی انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہم آپ کو welcome کرتے ہیں آپ کے جو خدشات ہیں matter ہیں گوادر کے جو شک و شبہات ہیں وہ بیٹھ کر ہم افہام و تفہیم کے ساتھ حل کرنا چاہیں گے یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ گوادر ڈیوپمنٹ اتحاری کو غیر کو فروخت کیا جائے یہ پاکستان کا حصہ ہے آپ بھی پاکستانی ہیں اور اگر کوئی فرد یہ کہے کہ جی ہم پاکستانی نہیں ہیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ ملک کے ساتھ نا انصافی کر رہے ہیں بلکہ بلوچستان کے rights ہیں جس طرح دیگر صوبوں کے rights ہیں کوئی پروانشل گورنمنٹ نہیں چاہے گی کہ ان کے حقوق کو ignore کر کے دوسرے غاصب ہو جائیں یہ ہم بیٹھ کر آپ سے معاونت حاصل کر لیں گے اور آپ اس میں ہمارے ساتھ تعاون کر لیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہم گوادر کو سرے سے

فیڈرشن کے حوالے کریں۔ فیڈریشن حکومت پاکستان نے جب گوادر پورٹ اتحاری بنائی ہے اس کو بھی ایک embment ملنا چاہئے کچھ زمین تو ملنی چاہئے کام کرنا چاہیں گے جہاں ٹراکشن ہو گے ویر ہاؤس ہونگے جہاں آپ کے آئل آکر جمع ہونگے۔ امپورٹ ایکسپورٹ کی چیزیں جو دہانہ رکھی جائیں گی تو ظاہر ہے ان کو اتنی زمین چاہئے space چاہئے جہاں وہ اشیا جمع ہو سکیں ورنہ ایک چھوٹی پورٹ اتحاری میں یہ چیزیں پوری نہیں ہو سکیں گی اگر وہ دو ہزار بھی چاہتے ہیں اور اگر آپ پورٹ قاسم کو کو ماپ لیں تو وہ دس پندرہ ہزار ایکٹر کے اندر ہے تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس کو زیادہ space سے زیادہ رکھیں نہیں یہ زیادہ دوسرا چیزوں کی بات ہے اس کے لئے جی ڈی اتحاری ہے خاص طور پر اس کو آپ نے منتخب کیا ہے اور اس کے جو ڈی جی ہیں احمد بخش اہمی صاحب ہیں وہ بلوچستانی کا جذبہ رکھتے ہیں بلوچستان کے ٹرائب سے تعلق رکھتے ہیں میرے خیال میں نہ ہی ان کے دل میں کوئی ایسی بات ہے جو کر کے کسی مرکز کے حوالے کی جائے وہ من مانی کرے ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کر لیں جہاں تک اس کے پروسیجر ہیں ہم انہی پروسیجر کے تحت انشاء اللہ چلیں گے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے۔ جناب محمد نسیم تریاں صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

☆☆☆محمد نسیم تریاں: کیا وزیر آپاشی و برقيات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صلح قلعہ عبداللہ میں ڈیرہ رڈیمک پروگرام کے تحت کتنی کاریزوں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ تفصیل وار تفصیل دی جائے۔ نیزان کاریزوں پر کس مدرجہ سے کقدر رقم خرچ کی گئی ہے۔ مکمل اور نامکمل کاریزوں کی صلح وار تفصیل بھی دی جائے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): صلح قلعہ عبداللہ میں ڈیرہ رڈیمک پروگرام کے تحت کاریزوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تحصیل	ٹوٹل کاریز	جاری کاریز	مختص رقم	خرچ شدہ رقم
۱	قلعہ عبداللہ	۵۲	۲۵	۸۱،۰۰۹	۶۰،۰۰۹
۲	چمن	۲۲	۲۲	۶۰۰،۷۶	۳۵،۰۰۷
۳	گلستان	۷	۶	۹۰،۰۰۱	۱۵۳،۰۰۱

۲	دو بندی	۱۵۲	۱۲۳	۷۷۲ ملین	۶۹۶ ملین
۵	روغانی	۱۳	۱۳	۶۹۶ ملین	۲۰ ملین
	ٹوٹل	۲۵۲	۲۱۰	۵۸۰ ملین	۱۵۳ ملین

محمد نسیم تریالی: جناب اسپیکر! اسمیں جو جواب دیا گیا ہے ان کاریزوں کی مکمل تفصیل نہیں ہے نمبر ایک یہ ہے۔ دوسرا اسمیں جو میری سپلینسٹری ہے جس میں ان کاریزوں کے لئے رقم مختص کی گئی ہے مختص شدہ رقم ہیں۔ یہ خرچ نہیں ہوئی ہے یہ بالکل خود بُرد ہوا ہے وہاں پر دیکھ لیں قلعہ عبداللہ میں یہاں پر باون کاریزشو کیا گیا ہے۔ ان باون کاریزوں میں دو کاریز پر بھی کام نہیں ہوا ہے یہ میں ثبوت کے ساتھ اگر آپ یہاں ہاؤس کی کمیٹی بنائیں یہ بہت بڑی رقم کاریزوں کے لئے رکھی گئی ہے۔ اس میں پانچ پرسنٹ بھی خرچ نہیں ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ جی مولانا صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاٹشی و بر قیات): بہر حال کام ہو چکا ہے اگر ایسا کوئی مسئلہ ہے آپ نشاندہی کریں ہم قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی کریں گے۔

محمد نسیم تریالی: تو آپ مولوی صاحب کارروائی کر لیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہاں پر صرف پانچ پرسنٹ کام نہیں ہوا ہے یہ سارے پیسے خود بُرد ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

محمد نسیم تریالی: باون کارن کاریز ہے ان میں سے دو کاریز پر کام نہیں ہوا ہے تو آپ اندازہ کریں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاٹشی و بر قیات): آپ ثبوت سے نشاندہی کریں۔

محمد نسیم تریالی: سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک کمیٹی بنالیں یہ بہت حساس مسئلہ ہے۔ لوگوں کے پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ پیسے گورنمنٹ نے دیا ہے مگر درمیان سے غائب ہے۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاٹشی و بر قیات): آپ نشاندہی کریں کس۔

جناب اسپیکر: او کے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپلیکر: او کے۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاٹشی و برقيات): جناب اسپیکر صاحب! یہ تحریر میں دیدیں نشاندہی کریں پھر
ٹھیک ہے کہیجی ہو یا ہم خود کارروائی کریں گے۔

محمد نسیم تریاںی: ابھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ مشکا کاربیز کے لئے آپ لوگوں نے چار لاکھ روپے رکھے ہیں اگر ایک روپیہ بھی خرچ ہوا تو میں اس سوال سے دستبردار ہوں گا۔ دوسرا جو ہے نال جوڑنگا چشمے دو چشمے ہیں انکے لئے دو لاکھ روپے رکھے ہیں ایک روپیہ اس پر خرچ نہیں ہوا ہے۔ تیسرا جو سورا کاربیز سے اس سے کچھ خرچ نہیں ہوا ہے۔ ابھی میں آپ کو ایک اور سوال بیہاں رصغۃ نمبر چھینیں ہوں۔

جناب اپنیکر: بیہرے خمال میں اسیا کرتے ہیں نیم صاحب مولانا صاحب۔۔۔۔۔۔

محمد نسیم ترہائی: ثبوت اپنی کے جواب سے دوں گا۔

جناب اپنیکر: او کے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اپنے کر صاحب! آپ کی اجازت سے میری سپلائمنٹری اس میں ایڈ جسٹ کر دیں ضلع موسیٰ خیل درپ کے مقام پر جو کار بینڈر ہوا ہے اُس میں کچھ کام نہیں ہوا ہے۔ یہ ثبوت کے ساتھ ہم آزار اپنے مسٹر صاحب کو رو福 بھی دے سکتے ہیں۔

جناب اپیکر: سردار صاحب! یہاں پر جس ضلع کے متعلق انہوں نے جواب دیا ہوا ہے اُسی ضلع کے متعلق اگر کوئی توپیچن ہے سپاہی تو وہ لے آئیں۔

سردار محمد اعظم موسی خیل: جناب! صوبے کا مسئلہ ہے۔ تمام صوبائی مسئلے پر ہم ڈیبیٹ کر رہے ہیں۔ اس کا تعلق صوبے سے ہے لہذا ہمارے حلقوں میں بھی جہاں پر کاریزات ہیں وہاں پر کچھ کام نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ جی چان محمد صاحب!

میر جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر!

جناب اپیکر: جی۔

میر جان محمد بلیدی: وہ یہ ہے کہ سر! جو مکران کے کارپیزات تھے وہ ڈرائپ کیتے گئے۔ اور سی ایم صاحب

نے خود بھی وعدہ کیا فلور پر کہ اُن کو بحال کیا جائے گا اُن کے لئے فنڈ زدیے جائیں گے اب تک نہ کوئی
یقین دہانی ہو رہی ہے نہ کوئی۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ تو سپاہی منٹری نہیں ہوئی یہ تو فریش کوئی تصحیح ہے۔ جی مولانا صاحب!

میر جان محمد بلیدی: سر! اس پر باقاعدہ پیسے بھی پڑے ہوئے ہیں۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! قلعہ عبداللہ کے کاریزات کا جو معاملہ ہے پہلے بھی مجید خان
نے یہاں اٹھایا اور اب بھی بھی آنے والے سوالات میں مجید خان کے بھی سوالات ہیں اور تریائی صاحب
کے بھی سوالات ہیں اور یہ دونوں اس حلقے سے تعلق بھی رکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب وہ خود بھی
کہتے ہیں کہ انکو اڑی ہو جائے اور وہاں انکے نمائندے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انکو اڑی ہو جائے اور یہ
بھی ساتھ ہو جائے اور ہم ایک کمیٹی تشکیل دیں گے حکومت کی طرف سے وہ جا کے بالکل مکمل انکو اڑی یہ
ہونی چاہیئے کیونکہ جناب اسپیکر کاریزات کے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): آپ اتنے با اختیار بھی نہ بن جائیں کہ ہم دیں گے اس طرح ہے کہ ہم
مشاورت سے اور آپ کو بھی اعتماد میں لیتے ہوئے کمیٹی بنائیں گے کمیٹی جا کے انکو اڑی کر لے گی۔

جناب اسپیکر: او کے نیم صاحب اس مسئلے کو ایک دفعہ حل کر دیں۔ جی۔

اختر حسین لانگو: جو بھی کمیٹی بنانی ہے اس اسمبلی فلور پر ہی بنائی جائے کیونکہ مولانا واسع صاحب اور
جام صاحب نے ایک وعدہ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب کیوڑی اے کی کمیٹی جس دن بنی تھی اُس دن
ایک وعدہ اور کیا گیا تھا جو محکمہ زراعت میں جو اپائمنٹ ہوئے تھے اُس کے لئے انہوں نے کہا تھا کہ کمیٹی
بنائے انکو اڑی کریں گے آج تک نہ اُس کمیٹی کا ذرکر ہے نہ اُس انکو اڑی کی کوئی روپرٹ سامنے آئی
ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر! جو بھی کرنا ہے آج کے دن اسی فلور پر کمیٹی مولانا صاحب بنادیں۔ تاکہ معاملہ
آگے بڑھ سکے جی۔

جناب اسپیکر: جی۔

محمد نیم تریائی: یہ کمیٹی آج ہی تشکیل دیں اسیمیں کیا حرج ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): تریائی صاحب! آپ ذرا میرے خیال میں بات غور سے سنئیں۔ کیونکہ جو آپ کا مطالبہ ہے اُس پر ہم پیش رفت کر رہے ہیں تو میرے خیال میں آپ بات سن لیں۔ بات یہ ہے کہ جناب اپیکر! ابھی کیونکہ یہ ہے ڈیپارٹمنٹ کا معاملہ اور اس ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری یادہ اپنے لوگوں میں بہتر جانتے ہیں کہ کون اچھی انکواڑی کر سکتا ہے کون دیانتدار آفیسر ہے۔ کیونکہ معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہاں خورد برد ہوا ہے تو دیانت داری کسی میں نہیں ہے۔ تو اگر ہم ادھر فلور پر یہ کر دیں کہ فلاں شخص ہو تو یہ ٹیکنیکل معاملہ بھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں سے جب نکل جائیں تو انشاء اللہ العزیز آپ کے لئے آج یہ کمیٹی اُن کی مشاورت اور اُن کے سیکرٹری کو بھی بلا میں گے اُن کے ذمہ دار لوگوں کو آپ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل ہو جائے گی اور انشاء اللہ العزیز یہ کمیٹی جا کے اور تریائی صاحب اور مجید خان صاحب اس کمیٹی کے مکمل تعاون کریں اور ہم ان سے یہ رکونیٹسٹ بھی کریں گے کہ وہ تعاون کریں۔

اختر حسین لانگو: جناب اپیکر! الزام یہ ہے کہ محکمہ کی طرف سے بے قاعدگی ہوئی ہے پیسوں کا خورد برد ہوا ہے۔ اگر ہم انہی لوگوں کو انکواڑی میں رکھیں گے انہی لوگوں کی کمیٹیاں بنائیں گے جناب اپیکر! پھر کس قسم کی انکواڑی عوام کے سامنے آئے گی۔۔۔ (شور۔ مداخلت)

جناب اپیکر: اختر حسین لانگو صاحب! آپ سنئیں۔۔۔ (شور۔ مداخلت) لانگو صاحب او کے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): یہاں سے جب نکل جاتے ہیں تو چیف سیکرٹری تو اس حکومت کا کوئی تو ذمہ دار ہوگا۔ چیف منستر تو ہوگا۔ یعنی کوئی آفیسر آپ اسیں مشورہ تو کرتے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں فلور پر یہاں سے اعلان کروں تو آپ کہتے کہ آپ حکومت کا اپنا بندہ وہ جو انکواڑی نہیں کر سکتے ہیں اُنکا اعلان کر دیا۔ وہاں جا کے اس پر بیٹھ کے مشاورت کر کے جو بھی دیانت دار آفیسر ہو اُن کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائیں گے اور جا کے پوری تحقیقات کر لیں گے۔

جناب اپیکر: نہیں! یہ تجویز ٹھیک ہے۔ او کے۔ مولانا صاحب آپ کمیٹی پھر بنائیں۔ جی جام صاحب!

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): اتنے میرے دوست اختر لانگو صاحب شدت سے محسوس کر رہے ہیں تو اکہ چیف منستر نیپکشن ٹیم کو میں بھیج کر اُسکی finding کرلوں گا کہ کتنی حقیقت ہے۔ بعد میں ہم دیکھیں گے کہ کیا ہوگا۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب عبدالجید خان اچھزی صاحب! اگلا سوال۔

☆☆عبدالجید خان اچھزی: کیا وزیر آپاشی و برقيات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکہ آپاشی و برقيات کے آفسران و ٹھیکیداروں نے کاریزات کی بحالی اور صفائی کے نام پر چنگستان اور قلعہ عبداللہ پر کروڑوں روپے کاغذ (Fudge) کیا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملکہ متعلقہ اس سنگین بدعنوی میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): (الف) یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ بے جائز ہے۔

(ب) اگر سوال کنندہ ایسا الزام ثبوت کے ساتھ دے تو ملکہ یقیناً ایسے افراد کے خلاف سخت کارروائی کرے گا۔

عبدالجید خان اچھزی: جناب اسپیکر! میرے دونوں سوالات ۵۵۰ اور ۵۵۱ اسی سے متعلق ہے اسیں سی

ایم نے کہہ دیا ہے کہ ایک کمیٹی بنے گی اور وزیر اعلیٰ نسپیکشن ٹیم جائے گی اسیں ہماری ایک تجویز ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔ او کے۔

عبدالجید خان اچھزی: کہ یہ نسیم بازی کا نام ہم نے سنا ہے کہ یہ فیسر آدمی ہے۔ اور یہ پسیے کھانے والی بات ہے کہ اسیں کسی نے پسیے نہیں کھائے خور دبرد جو ہے 1988 سے لیکر کے جتنے بھی ہوئے ہیں کاریزوں پر جو کام شروع ہے بھی کسی بھی ضلع میں کاریزوں پر مکمل طور پر پسیے خرچ نہیں ہوئے ہیں۔

خور دبرد ہوا ہے میرا اپنا علاقہ ہے اپنا گاؤں اسیں ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔

عبدالجید خان اچھزی: تو نسیم بازی کا نام ہم دیتے ہیں تجویز کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تجویز نوٹ کیا ہے انہوں نے۔ او کے۔ اگلا سوال نمبر وہ بھی اسی سلسلے میں ہے۔

عبدالجید خان اچھزی۔ ۵۵۳ ہے ونڈ مل کے سلسلے میں۔

☆☆عبدالجید خان اچھزی: کیا وزیر آپاشی و برقيات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنگستان اور قلعہ عبداللہ میں کاریزات کی بحالی اور صفائی کے نام پر

کروڑوں روپے کا ضیاع ہوا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے۔ تو کیا انہیں rock cutting آئٹم میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آئٹم بڑھانے یا گھٹانے کی مکمل تفصیل بھی دی جائے؟
مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): (الف) کاریزوں کی بحالی، بہتری اور صفائی عوامی مطالبه ہے جن علاقوں میں کاریزیں ہیں ان علاقوں میں کام جاری ہے کاریزوں کی بحالی اور بہتری اور صفائی کے خاطر خواہ نتائج نمودار ہوئے ہیں۔ خود مبران اسمبلی نے اس منصوبے کے تحت ایکیمیں دی ہیں۔ جن پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ معزز رکن صوبائی اسمبلی جناب عبدالجید خان اچزنی نے خود بھی کاریزیں تجویز کی ہیں۔

(ب) کام کی نوعیت و کیفیت ضروریات کے مطابق ترتیب دی گئی ہے نہ تو غیر ضروری طور پر کوئی تبدیلی کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی بڑی تبدیلی کی گئی ہے۔ ترتیب کے مطابق کام چل رہا ہے۔ کسی آئٹم کو rock cutting میں تبدیل نہیں کیا گیا ہے۔
جناب اسپیکر: یہ بھی اسی سلسلے میں ہے۔ اسکو بھی اسی کمیٹی کے حوالے کر دیں۔
عبدالجید خان اچزنی: جی ٹھیک ہے۔
جناب اسپیکر: اگلا سوال۔

☆ ۵۵۳ عبدالجید خان اچزنی: کیا وزیر آپا شی و بر قیات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف علاقوں میں علاقے کی مناسبت سے کامیابی اور تکنیکی طور پر کارآمد ہونے کی شرط پر تقریباً ۲۰۰ ونڈ ملرو منظور ہوئے تھے؟
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ونڈ ملز کی تقسیم اور تنصیب سیاسی رشوت کے طور کی معیار کے بغیر کر دی گئی ہے۔ جس سے مستحق علاقے محروم رہ گئے اگر جواب نفی میں ہے تو تنصیب کردہ تمام ونڈ ملزوں کی جگہ اور جوہات تنصیبی کی تفصیل دی جائے؟
مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): (الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ ونڈ ملز کی تقسیم اور تنصیب خالصتاً تکنیکی موزونیت اور علاقوں کی ضروریات

مثلاً زیریز میں پانی کی گہرائی بھلی نہ ہونے والے اور ان مقامات کو ترجیح دی گئی جہاں پر ٹیوب ویل گانا غیر موزوں سمجھا گیا۔

وڈلز ملزکی ضلع و تقسیم:-

نمبر شمار	ضلع	الاٹمنٹ	منظور	سول ورک مکمل	وڈل کی تنصیب	صحیح حالت	غیر صحیح حالت
۱	لبیلہ	۵	۵	۵	۵	-	۵
۲	آواران	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	-	۱۵
۳	خضدار	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	-	۱۵
۴	قلات	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۲	۸
۵	خاران	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۳	۲۲
۶	چاغی	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۶	۱۲
۷	مستونگ	۵	۵	۵	۵	۲	۳
۸	قلعہ سیف اللہ	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۵
۹	کچ	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	-	۱۰

عبدالجید خان اچنری: جناب اسپیکر! یہ وڈلز کا جو مسئلہ ہے۔ اس پر پہلی بھی کافی بحث ہو چکی ہے۔ کہ اس میں بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ اب جبکہ یہ مسئلہ پی اتھ ای کے پاس ہے۔ اگر روزیر موصوف صاحب اس فلور پر ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ جہاں اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ زیادیتیاں ہوئی ہیں ان کا ازالہ کریں گے؟

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر! قاعدے کے تحت یہ سوال مجھ سے نہیں پوچھی گئی ہے بلکہ وزیر محمد آپاشی سے پوچھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آج کے ایجنسٹے پر جتنے بھی سوالات پوچھے گئے ہیں وہ سارے وزیر آپاشی کے نام سے چھپے ہیں۔ اگر یہ وڈل آپاشی کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو ان کا جواب وزیر آپاشی دینے کے لئے اگر بافرض آبوٹی کیلئے استعمال ہوتے ہیں تو میں اس کا جواب دے ہوں۔

عبدالجید خان اچنری: یہ غلطی اسمبلی سکریٹریٹ کی جانب سے ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ وڈل مکمل ایریگیشن

کے پاس ہے۔

جناب اپسیکر: سیکرٹری اسمبلی نوٹ فرمائیں۔ آج کے بعد کوئی بھی ممبر سوال دے دیں اگر اس میں ایک لفظ کی بھی غلطی نکلی اس سوال کو آگے ملکہ کونہ بھیجیں۔ کیونکہ ہمارے ممبر حضرات کراچی سے ایک کاغذ کے چٹ پر سوال بھیج دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ہر غلطی کو اسمبلی سیکرٹریٹ پڑا لتے ہیں۔ آئندہ ایک معمولی سی غلطی سے بھی سوالات متعلقہ ملکہ کو نہیں بھیجا جائے گا۔ ارکین اسمبلی صحیح سوالات بھیجا کریں۔

عبدالمجید خان اچکزی: جناب اپسیکر! ونڈمل مولانا عبدالباری صاحب تقسیم کر رہے ہیں۔

جناب اپسیکر: مولانا عبدالباری صاحب معزز رکن کے ضمنی سوال کا جواب دے دیں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینر نگ): جناب اپسیکر! اگر یہ پی اتچ ای کا ونڈمل ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں جبکہ متعلقہ ملکہ کا وزیر صاحب تشریف فرمائیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپسیکر! میں اس کی وضاحت کروں تو شاید یہ معاملہ حل ہو جائے بات دراصل یہ ہے کہ ہماری حکومت آنے سے پہلے مارشل لاء دور حکومت میں ونڈمل ملکہ اریکیشن کے توسط سے تقسیم یا تنصیب ہوتا تھا۔ اب جبکہ موجودہ حکومت نے یہ ونڈمل ملکہ پی اتچ ای کو دیا ہے۔ میرے خیال میں معزز رکن پہنچ کو نہیں اور انہوں نے پرانے حوالے سے ملکہ اریکیشن کو سوال کیا ہے۔ اب جبکہ متعلقہ وزیر ملکہ پی اتچ ای نے اس کے لئے تیاری نہیں کی ہے آئندہ کے لئے اگر کوئی اس سلسلے میں سوال کرتا ہے تو انشاء اللہ جواب دے دیں گے۔

عبدالمجید خان اچکزی: جناب اپسیکر! ٹھیک ہے ایسا کوئی مسئلہ نہیں سب کو پتہ ہے کہ یہ ونڈمل آبنوٹی کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ اس وقت سے چلا آ رہا ہے جب حافظ محمد اللہ صاحب اس کے منظر تھے۔ کیونکہ ہمارے اپوزیشن کے جتنے بھی ساتھی ہے کسی کو بھی ایک ونڈمل نہیں ملا۔ حافظ محمد اللہ صاحب کا تعلق چن سے ہے وہاں پانی آٹھ سو فٹ نیچے گہرائی پر ہے۔ اس نے ہمارے حلقے میں جتنے بھی ونڈمل دیئے اپنی پارٹی والوں کو دی ہیں کسی اور کو ایک ونڈمل بھی نہیں دیا۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینر نگ): جناب اپسیکر! جس طرح مجید خان اچکزی صاحب نے ڈیزل انجن پشوٹ نخواہ والوں کو دی ہیں۔ اسی طرح ہم نے ونڈملز اپنے ملاؤں کو دی ہے۔ یہ ہمارا

رواج ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! مولانا صاحب نے ڈیزل انجنوں کی بات کی جن کا تعلق ایم پی اے فنڈز سے ہے۔ ایم پی اے فنڈ ایم پی اے کی ثواب دید پر ہوتا ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے اس کو دے سکتا ہے ہم یہاں اسمبلی کے ذمہ دار لوگ بیٹھیں ہیں۔ ونڈ ملز کو تقسیم کرنے کے لئے جو طریقہ کاراختیار کیا گیا ہے اس میں ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کو نظر انداز گیا۔ وزیر صاحب محض اپنی جان چھوڑانے کے لئے اس قسم کے غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔ جن سے بد مرگی پیدا ہوگی۔ اگر وزیر صاحب اس طرح کی باتیں نہ کریں تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔ جس علاقے سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں پانی کی سطح بھی اوپر ہے اور بچلی بھی نہیں سب سے زیادہ حق دار ہے اور جگہ بھی بتایا گیا ہے لیکن اس کے باوجود ونڈل نہیں دیا گیا۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! آپ کے حلقے کو ونڈل نہیں دیا گیا؟

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! نہ میرے حلقے کو دیا گیا اور نہ پورے ضلع میں کوئی ونڈل دیا گیا ہے اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے وہ ہمیں اس ایوان میں بتادیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! دو ماہ قبل بھی یہ سوال معزز رکن نے مکملہ پی ایچ ای سے کیا تھا۔ میرے خیال میں روز کے مطابق جب کوئی سوال ایک مرتبہ پوچھا جاتا ہے چھ ماہ تک دوبارہ نہیں آ سکتا۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! ونڈل سے متعلق سوال کے سلسلے میں کبھی مولانا عبدالواسع کبھی مولانا عبدالباری اور حافظ محمد اللہ صاحب اٹھ کر جواب دیتے ہیں۔ اس میں اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو ضلع وار تفصیل دی گئی ہے۔ اس میں سے اکثر ناکام ہوئے ہیں۔ جیسا کہ قلعہ عبداللہ کے پانچ غیر صحیح حالت میں ہیں۔ جبکہ اس کے لئے پالیسی یہ رکھی گئی ہے کہ جہاں یہ کامیاب ہونگے وہاں لگائے جائیں گے۔ کہنے کا مقصد یہ کہ جہاں پانی کی سطح اوپر ہوگی یہ وہاں کامیاب ہونگے اگر پانی کی سطح نیچے ہے تو ناکام ہونگے۔ اگر منتخب نمائندوں کی مشاورت سے یہ ونڈ ملز لگائے جاتے میرے خیال میں ایک بھی ناکام نہیں ہوتا۔ جہاں لگ ہی نہیں سکتے وہاں لگایا گیا ہے یہ تو پسیے ضائع کرنے والی بات ہے۔

جناب اپیکر: جی مولانا عبدالواسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! یہ لست جودی گئی ہے یہ ہم سے پہلے مارشل لاء دور کی ہے۔
رحمت علی بلوچ: جناب اپیکر! جس طرح مولانا عبدالواسع صاحب فرمائے ہیں۔ کہ یہ پرانے ایریگیشن
 پروگرام کے تحت لگے ہیں۔ حالانکہ اس فلور پر بات ہوئی تھی جب محکمہ پی ایچ ای نے ونڈزل دیئے تھے
 ہم دوستوں نے احتجاج کیا کہ کسی رکن اسمبلی سے تباویر نہیں مانگی گئیں۔ جس پروزیر موصوف حافظ محمد اللہ
 صاحب نے ہمیں یقین دہانی کرائی کہ اس پر نظر ثانی کر کے اپوزیشن کے دوستوں سے مشورہ لوٹا۔ آج
 پھر وہی ٹرخانے والی بات ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ محکمہ پلک ہیلتھ انجینئرنگ نے جو ونڈزل
 لگائے ہیں اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کو ایک بار پھر نظر انداز کیا گیا ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! مذکورہ سوال کے حوالے سے جو معزز رکن نے محکمہ ایریگیشن
 سے پوچھا تھا۔ اور محکمہ ایریگیشن نے اس کا جواب دے دیا۔ اب جبکہ محکمہ پی ایچ ای سے متعلق نہ کوئی
 سوال آیا ہے۔ میرے خیال میں اس پر بحث کرنا غیر ضروری ہے۔

جناب اپیکر: آج کے ایجنسی میں محکمہ ایریگیشن کے سوالات و جوابات رکھے گئے ہیں اگر کسی نے محکمہ
 ایریگیشن سے متعلق کوئی ضمنی کرنی ہے کر لیں نہ محکمہ پی ایچ ای سے۔

عبد الرحیم زیارتوال: جناب اپیکر! اصولی طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ سوال واپس کرنا چاہئے تھا چونکہ ونڈز
 ملزاب محکمہ پلک ہیلتھ انجینئرنگ کے انڈر ہے نہ محکمہ ایریگیشن کے انڈر۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! اسکی ہم نے بار بار وضاحت کی میں ایک بار پھر
 زیارتوال صاحب سے احترام سے گزارش کروٹا کہ جو معاملات حکومت سے تعلق رکھتے ہیں اور حکومت
 کے جو محکمے اس کے لئے قائم ہیں اور جو طریقہ کاران کے واضح کیا گیا ہے۔ حکومت اپنی ذمہ داریوں کو
 پورا کرتے ہوئے انشاء اللہ ہر علاقے کو انصاف کے تقاضوں کو منظر رکھتے ہوئے تقسیم کریں گے۔ کسی کی
 مشاورت کی ضرورت نہیں حکومتی ادارے ان کام کے لئے موجود ہے۔ یہ ایک پی اے فنڈ نہیں
 ہیں۔ بار بار ان کو ہم نے اس فلور پر کہا ہے اور ایک بار پھر اپنے الفاظ کو دھرا تا ہوں کہ آئندہ بھی
 اسی طرح ہوگا۔

عبدالرحیم زیارتولی: عبد الواسع صاحب کیا بتارہ ہے ہیں کیا اس طرح ہوگا۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): حکومت بلوچستان جوان کی ذمہ داری ہے جن اداروں کی ذمہ داری ہے اضلاع میں رگ لگانے کا ان کا طریقہ کاران کی فیزبلڈی تو اسی طرح حکومت تقسیم کریں گے اور یہاں اگر آپ پوچھتے تو لست آپ کے سامنے آ جائیگی۔

کچکول علی ایڈ ووکیٹ: یہ لوگوں کا فنڈ زیں کچھا یہے اضلاع ہیں جو پیمانہ ہیں انہیں بھی خیال کرنا چاہیے پہلے بھی آپ لوگوں نے سارے فنڈ زچار ضلعوں میں لے گئے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: حجی مولانا صاحب!

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): یہ بلوچستان کا فنڈ ہے ہم مانتے ہیں کہ بلوچستان کے لئے ہے اور انشاء اللہ العزیز بلوچستان کے جتنے بھی اضلاع ان کی ضروریات مد نظر کران کو وہاں مل جائیگا وہاں لگ جائیگا، ہم نہیں کہتے ہیں کہ یہ بلوچستان کا فنڈ نہیں ہے کسی خاص علاقے کا یا کسی خاص خطے کا بلکہ پورے بلوچستان میں ہمارے محکمے اور ہمارے ادارے کو شش کرتے ہیں کہ سارے بلوچستان کی جتنی بھی ضروریات ہیں وہ پوری ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: حجی زیارتولی صاحب!

عبدالرحیم زیارتولی: جناب اسپیکر! میں اس میں وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں مولانا صاحب نے کہا بات اصل میں یہ ہے کہ ان ونڈ ملز کے لئے ایک کرائیٹر یا مقرر کیا گیا ہے یہ ان علاقوں میں لگائے جائیں گے جہاں پر پانی نزدیک ہوگا دوسری بات اس میں یہ ہے جناب اسپیکر! جہاں پر بجلی نہ ہو اب ہم ان چیزوں کو کوٹھا کر ضرورت مجھے بھی ہے لوگوں کو خوش کروانے کے لئے کسی گھر پر ایسی ہی لگادیا وہاں پر بجلی بھی ہے اب وہیں پر آپ اس کو نصب بھی کر رہے ہیں اس کرائیٹر یا کا اس معیار کا یہ ہمارے صوبے میں اس وقت خیال کوئی نہیں رکھا جاتا میرٹ والنکیٹ ہے میرٹ کی کوئی وہ نہیں ہے بات یہ ہے کہ میں گورنمنٹ میں ہوں اور میں جہاں لے جانا چاہوں لے جاتا ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے یہ اصول ٹھیک نہیں ہے یہ ترتیب ٹھیک نہیں ہے یہ صوبہ ہے ہم سب کا اور جہاں جہاں پر جن چیزوں کی ضرورت ہے وہاں پر وہ چیزوں ہم گلوائیں گے مانگیں گے اور جہاں پر ضرورت نہیں ہے وہاں پر کسی کو خوش کرنے کے لئے کھمبے گلواتے

ہیں اس کھبے کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ کوئی افادیت ہے اور ہمارے صوبے کے عوام کے پیسے اس طریقے سے ضائع کرتے ہیں ریکویسٹ ہماری یہ ہے کہ جو علاقے اس کے لئے موزوں ہیں اور اس کا کرانچیٹر یا اور اس کی میرٹ بنتی ہے ان کو لنسپید رکیا جائے باقاعدہ اپنے انجنینروں کے ذریعے سے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: او کے ۔

مولانا عبدالواسع (سینر وزیر): جناب اسپیکر! جو علاقے موزوں ہوں میرٹ کی بنیاد پر ہم لگا میں گے۔

جناب اسپیکر: اب اس سوال پر آپ کتنا، جی، جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! مجھے تموقع بھی نہیں دیا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ بولیں جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: آپ کی اجازت سے جناب اسپیکر! یہاں پر جو ضلع وارثیل بنایا گیا ہے وہ مل کے حوالے سے اس میں ضلع موسیٰ خیل میں کسی علاقے کا ذکر نہیں ہے وجہ یہ بتاؤں جناب اسپیکر صاحب! یہاں پر ایک یکٹو ڈسٹرکٹ افسر پیک ہیلتھ لورالائی نے مجھے لیٹر لکھا ہے اس لیٹر کی کاپی ہے جناب! آپ کے اٹھ وہ مل ہیں آپ جگہ کی نشاندہی کر دیں پندرہ اگست کو لیٹر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن آج تک مجھے ایک وہ مل بھی نہیں ملا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے او کے جی شفیق صاحب!

شفیق احمد خان: جناب والا! اس کے لئے تو پانی کی سطح کم از کم ایک سو ستر فٹ ہونی چاہیے اور جن علاقوں میں یہ لگا رہے ہیں وہاں تو پانی سات سو فٹ پر بھی نہیں ہے نایاب ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شہر کا جو نچلا پورشن ہے جس کو بروئی اور ریلوے ہاؤ سنگ سوسائٹی کہلاتا ہے اس میں اگر، ہمیں تو کوئی شہر کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا ہے ہمیں تو کچھ نہیں دیا اسی طریقے سے کلی ناصران ہے ہماری اسی طریقے سے چشمہ اچوڑی ہے وہاں پانی ایک سو ستر فٹ پر موجود ہے اس پر ہم لگا سکتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو اسکیمات مولانا صاحب دے رہے ہیں مولانا صاحب نے جہاں نشاندہی کی ہے وہ سات سو اٹھ سو فٹ والے علاقے ہیں وہاں یہ کام کرہی نہیں سکتی تو ہماری گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے بھی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ اس سوال کو روذر کے مطابق چیک کریں مولانا صاحب جو روڑ اس کے مطابق لگایا

جائے اور کے، جناب عبدالجید آچکزی صاحب اگلے سوال نمبر ۵۵
☆ ۵۵ عبدالجید خان اچکزی: کیا وزیر آپاٹی و برقيات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 مالی سال ۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۳ء کے بجٹ میں ملکہ متعلقہ کے ترقیاتی کاموں کے لئے کس قدر فنڈز
 مختص ہوئے ہیں نیز زیر تعمیر اور منظور شدہ منصوبوں کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟
مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاٹی و برقيات): مالی سال ۲۰۰۲ء کے دوران ملکہ ہذا کوتراقیاتی کاموں کے
 لئے مندرجہ ذیل فنڈ زمہیا کئے گئے ہیں:-

پروگرام	منصوص کردہ فنڈز	خرچ شدہ رقم
پی ایس ڈی پی ۲۰۰۲-۰۳ء	۶۳۳ء۸۹۱	۲۳۲ء۷۸۱
ڈیرہ پروگرام	۷۷ء۲۷۵	۷۱ء۱۷۶
ڈیمک پروگرام	۳۳ء۲۷۵	۳۳ء۱۱۱
خوشحال پاکستان پروگرام	۲۳۲ء۱۶۰	(۲۰۵ء۲۹۳) (۲۰۵ء۲۹۴) اسکیموں پر کام جاری
گورنراچیشن فنڈ	۲۲ء۳۶۱	۲۰ء۱۸۳
گورنر فنڈ (خوشحال پروگرام)	۱۰۶ء۰۵۰	۱۰۵ء۳۱۳

مالی سال ۲۰۰۲ء کے دوران ملکہ ہذا کوتراقیاتی کاموں کے لئے مندرجہ ذیل فنڈ زمہیا کئے گئے:-

پروگرام	منصوص کردہ فنڈز	خرچ شدہ رقم
پی ایس ڈی پی ۲۰۰۲-۰۳ء	۳۳۵ء۵۱۸	۲۱۳ء۱۳۹
ڈیرہ پروگرام	۱۳۷ء۷۰۰	۷۲ء۱۰۸
ڈیمک پروگرام	۲۳۶ء۱۵۰	۱۳۲ء۲۷۰
گورنراچیشن فنڈ	۲۳ء۹۵۹	۲ء۹۲۷

عبدالجید خان اچکزی: جناب اسپیکر! میرا کیوں سچن یہ تھا کہ اریکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بلاک ایلوکیشن میں جو
 پسیے انہوں نے رکھے ہوئے ہیں وہ کس ضلع میں خرچ ہوئے بات ان پیسوں کی ہے جو بلاک ایلوکیشن

میں رکھے ہوئے تھے اور وہ ٹیوبو میز اریکیشن ڈیپارٹمنٹ نے جو دس بارہ ٹیوب و میز انہوں نے رکھے تھے پی ایس ڈی پی میں وہاں کو نسے ضلعے میں انہوں نے لگائے یہ کیوں سچن ہے میرا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): بلاک ایلوکیشن کا جو فرمایا کہ میں نے وہ سوال، سوال تو اس طرح ابھی تک شاید انہوں نے جو کیا ہے جو یہاں نظر رہا ہے اس طرح نہیں ہے۔

عبدالجید خان اچھزی: نہیں متعلقہ منستر بیٹھے ہوئے ہیں مولوی صاحب ہر سوال کی وضاحت کرتے ہیں ابھی بھی ان کا یہ خیال ہے کہ منستر اریکیشن کے، منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنا جواب خود دیں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): بلاک ایلوکیشن تو پی اینڈ ڈی سے تعلق رکھتا ہے جناب!

عبدالجید خان اچھزی: ہم نے پی اینڈ ڈی سے نہیں ہم نے اریکیشن سے کیوں سچن کیا ہے اریکیشن کا منستر ہمیں جواب دے دیگا۔ (شور، شور)

جناب اسپیکر: مجید صاحب! آپ، جی مولانا صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): انہوں نے سوال کیا ہے ۰۳۔۰۲۔۲۰۰۲، اور ۰۳۔۲۰۰۳ کے بجٹ میں ممکنہ متعلقہ کے ترقیاتی کاموں کے لئے کس قدر فنڈ زمختص، نیز زیر تعمیر اور منظور شدہ منصوبوں کی ضلع وار تفصیل دی جائے اس کی تو تفصیل ایک بڑی کتاب ہے یہ ہے میرے ساتھ، اب یہ اسمبلی کی لاہوری یہ میں رکھی گئی ہے۔

عبدالجید خان اچھزی: جناب اسپیکر! یہ گریجویٹ اسمبلی بھی ہے جو کیوں سچن کر رہا ہوں مطلب بلاک ایلوکیشن میں یہ پیسے اریکیشن والوں نے رکھے ہیں مولوی صاحب بتائیں کس ضلع میں خرچ ہوئے ہیں۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): تفصیل ہے اس میں لکھا ہوا ہے۔

عبدالجید خان اچھزی: مولانا صاحب! آپ کچھ کہیں گے سپلیمنٹری کے بارے میں؟

محمد نسیم تریالی: آپ کو جواب میں ذکر کرنا چاہیے۔

عبدالجید خان اچھزی: نو سپلیمنٹری او کے۔

جناب اسپیکر: جناب سلیم احمد کھوسہ صاحب!

سلیم احمد کھوسہ: کیا وزیر آپا شی و بر قیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

☆ ۵۶۹

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھی کینال کے پانی کو بڑھانے کا فیصلہ ہوا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ادھ نہر اور مانجوٹھی نہر کا پانی کاٹ کر مذکورہ کینال کو تو نہیں دیا جائے گا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کچھی کینال کا پانی کس طرح بڑھایا جائے گا۔ تفصیل دی جائے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات) : (الف) جی ہا۔

(ب) جی نہیں حکومت بلوچستان اب بھی اپنے حصے سے جو کہ 1991 water accord کیمطابق سندھ سے دیا گیا ہے اس میں 0.821 ملین ایکٹر پانی کم لے رہا ہے۔ کیونکہ ہمارے موجودہ نہروں میں سے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ لہذا یہ صوبے کا اپنے حصے کا بقايا پانی کچھی کے نہر میں استعمال کیا جائے گا اور ہمارے موجودہ نہروں بشمول ادھ اور مانجوٹھی کینال کے پانی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

سلیم احمد کھوسہ: سپلیمنٹری جناب اسپیکر صاحب! کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں گے کہ 0.821 ملین ایکٹر کچھی کینال کی ضرورت پورا کرتا ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو پھر کچھی کینال کا پانی کس طرح بڑھایا جائے گیا۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات) : کیا فرمایا آپ نے میں نہیں سمجھا۔

جناب اسپیکر: جی آپ سپلیمنٹری کریں نیکست۔

سلیم احمد کھوسہ: میں نے یہ پوچھا کہ 0.821 کچھی کینال کی جو آپ نے کہا کہ یہ پانی وافر ہے زیادہ ہے 0.821 اگر یہ کچھی کینال کی ضرورت پوری کرتا ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو پھر کچھی کینال کا پانی کس طرح بڑھایا جائے گیا۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات) : کچھی کینال کا اس مناسبت سے جو ہمارا پانی پچتا ہے۔

سلیم احمد کھوسہ: نہیں بلوچستان کے نہروں سے پانی کو کاٹ کر ہمارا حصہ سندھ کو دیا جائے گا۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات) : نہیں اس سے کاٹ نہیں کیا جائیگا جو ہمارا ۱۹۷۴ء کا معائدہ ہوا ہے سندھ کے ساتھ اس میں جو ہمارا زائد پانی پچتا ہے اس پانی کو کچھی کینال میں انشاء اللہ لا تائیں گے۔

جناب اپیکر: او کے سردار محمد عظیم موسیٰ خیل صاحب!

☆ ۵۷۵ سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: کیا وزیر آپاشی و برقيات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر ایک پی اے نے اپنے حلقہ انتخاب کے لئے دس دس دیہاتوں کو بھلی فراہم کرنے کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ PC-1 تک پیش کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کام نہ کرنے کی وجہات بتلایا جائیں۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): جی ہاں یہ درست ہے کہ تقریباً تما ایک پی اے خواتین و حضرات نے اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں بھلی فراہم کرنے کے لئے دیہاتوں کی نشاندہی کر دی ہے۔ جن کا سروے مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن فنڈ زندہ ہونے کی وجہ سے اب تک کام شروع نہیں کیا جاسکا۔

جناب اپیکر: جی۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: جناب اپیکر صاحب! جواب میں بھی کچھ نہیں ہے کچھ مواد نہیں لکھا گیا ہے، جناب اپیکر صاحب (XXXXXX) یہاں کوئی آیا ہوا تھا انہوں نے اعلان کیا تھا۔

جناب اپیکر: آپ یہ الفاظ واپس لے لیں، آپ خواہ مخواہ ایسے الفاظ استعمال۔۔۔۔۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: جناب اپیکر! یہ میرا حق ہے جو کچھ میں کہون گا اس ایوان میں میرا حق بتا ہے۔

جناب اپیکر: آپ یہ الفاظ واپس لے لیں۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: یہ الفاظ میں کیسے واپس لے لوں۔

جناب اپیکر: آپ لے لیں، میں آپ کو حکم دے دیتا ہوں آپ لے لیں۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: یہ میرا حق ہے جناب اپیکر صاحب!

جناب اپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیا جائے۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: ہاں پیش ک حذف کریں میرا سوال بھی آپ حذف کریں۔

جناب اپیکر: آپ سنجیدہ سپیمیٹری کریں، جی مولانا صاحب!

(ماہیک بند شور، شور)

جناب اپیکر صاحب کے حکم سے غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب اپنے کریم: او کے آپ پہنچیں، جی مولانا صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): جواب تو، اس نے سوال، ہی واپس لے لیا۔

(ماہیک بندشور)

شفیق احمد خان: ماہیک تو کھو لیں بھئی، اس میں جناب والا! ہم نے وہ ten villages کے لئے لوگوں کے ساتھ زبان کی وزیر اعظم کے کہنے پر جزل مشرف صاحب کے کہنے پر ہم نے لوگوں سے زبان کی کہ یہ لکھن ہم آپ کو دے رہے ہیں چونکہ ہمارا صوبہ پہلے سے بھلی کی وجہ سے یہاں آپا شی اور زراعت ہماری در بذر ہو رہی ہے آپ کے سامنے ابھی ڈیرہ رڈیمک کی جوبات تھی وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کھڑی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پیسہ آیا ہے اور یہ سارا ڈیرہ مراد جمالی میں لگایا گیا تمام کے تمام ہو گئے اور ہمارے باقی اضلاع کو جو چھبیس اضلاع ہیں اس کو نظر انداز کیا گیا ہے ہم یہ چاہتے ہیں، ذرا سر! آپ دیکھ لیں مولانا صاحب نے نہیں، مولانا واسع صاحب نے میرے بزرگ ہیں میں سمجھتا ہوں جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ ٹھیک دیا ہے۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات): جناب اپنے کریم! مجھے کو پیسے نہیں ملے ہیں مجھے نے مرکز سے مسلسل رابطہ رکھا ہے جب فنڈ ملے گا انشاء اللہ یہ کام ہو جائیں گے ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

شفیق احمد خان: ہم اس ایوان کے توسط سے یہی چاہتے ہیں کہ ہم سے جو وعدہ کرتا ہے مرکزا سے پورا کیوں نہیں کرتا ہے مرکز ہمارا حق ہمیشہ کھاتا ہے اور ہمیں اپنا حق ملنا چاہیے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میرے خیال جناب اپنے کریم! یہ معاملہ کہ پیسہ آیا ہے یا نہیں آیا ہے میری معلومات میں نہیں ہے لیکن یہ بات اس حد تک صحیح ہے کہ جزل پروین مشرف صاحب نے ریفرنڈم کے دوران جو بلوجہستان کے دورے پر آئے تھے انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا اور یہ تین چار دفعہ جب یہاں بلوجہستان تشریف لائے تھے تو بھی ہم نے ان کو یقین دہانی کی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال جب آیا ہے سوال کا جواب تو ہو چکا ہے لیکن اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم محسوس کرتے ہیں کہ بلوجہستان وہ دسویں پیٹچ الیکٹر کفیکشن کا وعدہ کیوں پورا نہیں ہوتا ہے اس سلسلے میں تمام دوستوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ایک قرارداد کی شکل میں وہ لا تین اور ہم اسمبلی سے قرارداد پاس کریں اور ان کو

دوبارہ یاد دہانی کرائیں کہ بھتی خدا کے لئے جو تین چار سال پہلے کیا ہوا وعدہ ہے اور پھر جزل پرویز مشرف جو آج کل صدر پاکستان بھی اپنے آپ کو کہتے ہیں تو انہوں نے جو وعدہ کیا ہوا ہے یہ تو پورا کر لیں۔

چکول علی ایڈوکیٹ: ایک منٹ میں جواب دونگا ایسا نہ ہو واسع صاحب کہ پھر وہاں سے کہیں کہ قرارداد اپس لیں اور آپ لوگ اسے لیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میرے خیال چکول صاحب اگر آپ کو یہ بتیں یاد ہیں وہ تو اس اسمبلی سے ہم نے آپ کے ساتھ قرارداد پاس کر دیا لیکن پھر بھی آپ کی طرف سے اس پر پیش رفت نہیں ہوئی تو آپ کو انہوں نے کس چھاؤنی میں بلا کر کہا کہ بھتی یہ چھوڑیں یہ معاملہ نہ کریں ہم نے تو یہاں آپ کے ساتھ قرارداد بھی پاس کر دیا آپ نے دیکھ لیا۔

(شور، شور)

جناب اسپیکر: آپ لوگ اپس میں بات نہ کریں، جی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): آپ نے کیا تلمذ اماری ہے اس کے بعد تو آپ نے بالکل تلو انہیں ماری ہے یہ قرارداد ہے میں کہتا ہوں ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: او کے، جی رحیم زیارت وال صاحب!

عبدالرحیم زیارت وال: جناب اسپیکر! اصل بات یہ ہے میرا منی کیوں چکن یہ ہے کہ جس کی لائھی اس کی بھنس ایک سو سینتالیس کروڑ روپے ڈیرہ مراد جمالی میں اور وہاں پرانہوں نے بھلی کی مد میں خرچ کر دیا ہم سب بھلی سے محروم ہیں اور اس میں تو یہاں تک ہو گیا جناب اسپیکر! اب ہم اپنے حلقوں میں جانہیں سکتے ہیں یعنی پہلے سال فروری کے مہینے میں یعنی ۲۰۰۳ء میں ہم نے تمام سروے کمپلیٹ کروائے دفتروں میں جمع کروادیئے ہیں اب جب بھی جاتے ہیں وہ بھلکی کا کیا ہوا نہ پڑتے ہیں ہم پر کہ یار نہیں دے رہے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ واسع صاحب بیٹھے ہیں ٹریڑری پیچروا لے بیٹھے ہیں گورنمنٹ کے ساتھی یہ بات ٹیکل کریں کیوں چکن میرا یہ ہے اور ان سے پوچھیں کہ یہ پسیے دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے ہیں ہم لوگوں کو کیا اعلان کریں کہ انہوں نے دینے تھے نہیں دیئے ہیں وعدہ خلافی کی ہے یا یہ پسیے وزیر اعظم

صاحب اپنے اس علاقے میں لے گئے بلکہ یہ پسیے وہ نہیں ہیں یہ تو ایک ارب روپے کی وہ تھی وہ تو پتہ نہیں اس سے بھی زیادہ پسیے اٹھا کر وہاں لے گئے ہیں تو بات یہ ہے کہ اس کو کس طریقے سے کرتے ہیں صرف ایک ہی علاقے کا حق نہیں بناؤ زیرا عظم صاحب بھی اس صوبے کے ہیں اگر اس کے علاقے میں اتنی بھلی کی ضرورت ہے تو کیا اس پورے صوبے کو بھلی کی ضرورت نہیں کیا وہ اس کو مد نظر نہیں رکھتے ہیں کیا ہم اس کو یہ یقین دہانی نہیں کراتے ہیں ہمارے ٹریڈری پیچر اس کی یاد دہانی نہیں کراتے ہیں کیا آپ لوگوں کو خود ٹریڈری پیچر کو یہ مل گئے ہیں ہمیں صرف نہیں ملے ہیں میری جہاں تک معلومات ہیں تو کسی کو بھی نہیں ملے ہیں تو ہم سب کی پوزیشن اکوڑ ہیں اور اس میں کیوں سچن ہے میری واسع صاحب ٹریڈری پیچر سے کہ اس بارے میں ۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا واسع صاحب اوکے، مولانا واسع صاحب آٹھ تاریخ کو پرائم منستر صاحب آرہے ہیں میری تجویز حجی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! اس سے پہلے بھی میرے خیال جب بھی پرائم منستر صاحب تشریف لائیں یا جزل پرویز مشرف صاحب نے تو ہم نے بات کی ہے بہت وضاحت کے ساتھ ابھی ہمارا یہی ہے کیونکہ بلوچستان کا معاملہ لیکن یہ بات ہمیں چھوڑنا پڑیگا کہ ہمارا پسیہ ڈیرہ مراد ہو یا جو بھی ہو وہ ہمارا صوبہ ہے جہاں بھی انہوں نے خرچ کیا ہے انہوں نے اچھا کیا ہے وہ ایک علاقہ تو انہوں نے کوئی کر دیا لیکن اس کے لئے ہم مطالبة کرتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں بھی کر دیں میرا خیال یہ اگر طریقے سے کر دیں تو جہاں بھی ڈولپمنٹ ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ کیوں ہو رہا ہے جب بھی بلوچستان کے سر زمین پر جہاں بھی ڈولپمنٹ ہوتا ہے تو ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ سنیں، رحیم صاحب please

عبد الرحیم زیارت وال: آپ را تلاش کر رہے ہیں کہ اس پر اقرار اس لئے نہ کریں کہ میں بھی یہی کام کر رہا ہوں، چور کی داڑھی میں تکایہ بات نہ ہوں اصل بات یہ ہے کہ پورے صوبے کا حق ہے سب لوگوں کا حق ہے سب لوگوں کو اپنا حق ملنا چاہیے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میری نیک نیتی پر شک کیوں کرتے ہیں میں نے اتنی نیک نیتی کے ساتھ

یہ بات کی اور آپ ہمیں شک۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب، مولانا واسع صاحب میرے خیال میں please سنیں، مولانا واسع صاحب میرے خیال میں آٹھ تاریخ کو پرائم منستر صاحب آرہے ہیں ہاؤس کے حوالے سے ایک ڈیلیکشن آپ لوگ بنادیں اور باقاعدہ بلوچستان اسمبلی کے حوالے سے آپ ترجمان بن کر کہ بھی ہاؤس میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہم آپ سے میں اور جو وعدہ ہوا تھا، پر یہ ڈنٹ صاحب نے اس پر عمل درآمد یقینی بنائیں۔ اوکے سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب، اور اس ڈیلیکشن میں اپوزیشن کے بھی آپ نمائندے لے جائیں پرائم منستر سے جب آپ ٹائم لیں گے اس میں اپوزیشن کے نمائندے بھی آپ کے ساتھ ہونگے اور کے ٹھیک ہے جی سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب نیکست کیوں سمجھن۔

☆☆سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: کیا وزیر آپاشی و بر قیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واپڈا روزہ کے تحت ۳۲ کے وی لائن سے پندرہ کلومیٹر کے اندر فاصلے پر واقع دیہاتوں کو بھلی فراہم کرنا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو میرے حلقة انتخاب میں دو کلومیٹر کے فاصلے پر دیہاتوں کو بھلی فراہم نہ کرنے کی وجہات کیا ہیں؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و بر قیات): (الف) یہ بات درست نہیں ہے۔

اس بارے میں واپڈا کا کوئی قانون نہیں کر ۳۲ کے وی لائن سے ۵ کلومیٹر کے اندر دیہاتوں کو لازماً بھلی مہیا کی جائے گی۔

(ب) واپڈا کیسکو از خود اپنے فنڈ سے کسی بھی دیہات کو بھلی مہیا نہیں کرتا تا و قتیلہ اسے کسی ذرائع سے فنڈ ز موصول نہ ہو جائیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! سوال دہراتا ہوں اس میں کچھ غلطیاں ہیں جو جواب ہمیں دیتے ہیں وہ جواب ایسے روایتی جواب ہوتے ہیں ان کو پہنچنیں ہوتا ہے کہ یہ سوال گزشتہ سیشن میں میں نے کیا تھا میرا سوال تھا کہ کیا واپڈا محکمہ بر قیات والے درگ میں بھلی لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ پونکہ درگ زیادہ دور ہے فاصلہ زیادہ ہے اس پر دو کروڑ ستائیں لاکھ روپے کا خرچہ آتا ہے

الہدا و اپڈا کا قانون یہ ہے کہ پندرہ کلومیٹر کے اندر ہم بھلی لگانے کے پابند ہیں یہاں پھر یہ کہا گیا ہے کہ واپڈا کے قانون میں یہ نہیں ہے کہ ہم پندرہ کلومیٹر کے اندر بھلی لگائیں جناب اسپیکر صاحب! جب ایک سوال ہم ڈالتے ہیں اس کا جواب ایک طرح کا ہوتا ہے جب اسی سوال کو ہم دوسرے انداز میں ڈالتے ہیں اس کا جواب ہمیں نفی میں ملتا ہے گزشہ سیشن میں یہ جواب دیا گیا تھا کہ چونکہ درگ بہت دور ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ واضح بات کریں، روز کے مطابق انہوں نے پچھلے سیشن میں یہ دیا تھا کہ پندرہ کلومیٹر کے اندر ہو پھر وہ ہو سکے گا، جی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: ابھی دو کلومیٹر پر بھی یا یا گیری نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ دو کلومیٹر میں دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا عطاء اللہ صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): جناب اسپیکر صاحب! دو کلومیٹر ہو یا ایک کلومیٹر واپڈا اپنے سے کوئی ریلزنہیں دیتے ہیں اس کے لئے مرکز فنڈ دے دے یا ایم این اے یا اے ایم پی اے اپنے فنڈ سے دے دیں واپڈا کے ساتھ ایسی کوئی نہیں ہے کہ وہ درگ میں آپ کو دے دیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ واپڈا والوں نے یہی لکھا تھا تحریری ہے میرے ساتھ اس کا پروف موجود ہے کہ پندرہ کلومیٹر کے اندر ہم بھلی فراہم کرنے کے پابند ہیں ابھی ازیبل منستر صاحب فرمار ہے ہیں شاید اس کے علم میں نہ ہوں۔

جناب اسپیکر: او کے مولانا واسع صاحب اس بارے میں آپ کو کوئی معلومات ہیں، مولانا عطاء اللہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میرے خیال جناب اسپیکر! نہ ہم واپڈا کی وکالت کرتے ہیں نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ واپڈا، خدا کرے ہماری دلی چاہت تو بھی یہی ہے کہ دو کلومیٹر کے اندر جتنے بھی بلوجتان کے دیہات ہیں ان کو واپڈا نے بھلی مہیا کی ہے لیکن خواہشات پر بات نہیں بنتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جیسے مولانا عطاء اللہ صاحب نے جواب دے دیا اور صحیح طور پر جب تک مرکزی حکومت کسی نہ کسی حوالے سے جیسے ابھی وزیر اربیلش کی بات کر رہے تھے دوسوچھی الیکٹر کافیکشن کے اسی طرح ایم این اے یا ایم پی اے یا کسی طور پر فنڈ واپڈا کو مل جائیں پھر واپڈا وہ کام کرتے ہیں اگر اس طرح قانون پاس ہو تو ہم سب

حکومت ان کے ساتھ ہیں اور یہ قانون آگے فالو کر دیں اور ہم بھی اس پر خوش ہیں تو واپڈا ہمارے علاقوں میں بھلی مہیا کریں تو ہم کیوں واپڈا کی وکالت کرتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہو جائے اگر کوئی قانون ہو نہ ہو تو پھر ہم کیا کریں۔

شاہ زمان رند: کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ایک تو ایک کلو میٹر دو کلو میٹر آپ چھوڑ دیں جو ایک گاؤں ہے جہاں آل ریڈی بھلی موجود ہے لیکن وہاں پچیس ہارس پاور کا پچاس ہارس پاور کا ٹرانسفارمر رکھا ہوا ہے اگر وہاں بھلی کم ہے وہ چاہتے ہیں ہر دس دن بعد پندرہ دن بعد جو ٹرانسفارمر ان کا جل جاتا ہے اور اسی گاؤں میں یعنی کچھ لوگوں کچھ گھروں کا جو ہے بھلی نہیں ہے کیا اس مد میں وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اب یہ خرچ کر یہ نہیں ٹرانسفارمر کی ہارس پاور بڑھا میں گے یا نہیں؟

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): ہمارے محکمے میں تو اس سے متعلق کوئی فنڈ نہیں ہے البتہ وہ واپڈا سے اس بارے میں رجوع کر سکتے ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری: جناب اسپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب!

سردار ثناء اللہ زہری: جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ واٹر اینڈ پاور کا یہ صوبائی منسٹری ہے نام تو پاور کا ہے ان کے پاس نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ ہم مولانا صاحب کو تنگ نہ کریں واپڈا ایک الگ ادارہ ہے واپڈا کو ایک سفید ہاتھی آپ کہہ سکتے ہیں پہلے تو وہ بھلی دیتے نہیں ہے اور جب بلوچستان میں کسی دیہات میں اگر بھلی پہنچ جاتی ہے تو ان گھروں کو دیہات والوں کو اتنی تکلفیں دیتے ہیں جو لاثین پہلے جلاتے تھے تو وہ اپنے لالثینوں کو یاد کر کے روتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے بہتر ہی تھا یہ ہمارے لئے مشترکہ مسئلہ ہے ہم سب کو اس پرسنجیدگی سے سوچنا چاہئے کھمبے وغیرہ لگانا صوبائی وزیر آپاشی و برقيات کے ذمے نہیں ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب والا! مولانا صاحب ہمارے لئے ہر حوالے سے قابل احترام ہیں تو یہ خواہ نہیں ہوتی ہے کہ ہم کسی کو خواہ مخواہ تنگ کریں جب ہم سوال کرتے ہیں تو سنیئر منسٹر کے محکمے سے ہمیں جواب دیا جاتا ہے اور پھر ہماری باری آتی ہے ہم ان سے سوال کرتے ہیں جناب والا! ہمیں

سنیئر منسٹر یہ بتائے کہ وہ وفاق کی طرف سے اور صوبے کی طرف سے جو بھلی کی مدد میں پیسہ رکھا گیا تھا وہ کہاں صرف ہوا ہے اس کے لئے جو پیسے ملے ہوئے ہیں اس سے کہاں کام ہوا ہے بات یہ ہے اور کون سا ڈیپارٹمنٹ اس کی تقسیم کا ذمہ دار ہے۔

مولانا عبد الواسع (سنیئر وزیر): جناب اسپیکر! جیسا کہ مولانا صاحب نے بھی کہا ہے اور ہمارے علم میں ہے کہ واپڈا کے حوالے سے نہ ان کے پاس کوئی فنڈ ہے اور ہر ایم پی اے صاحبان کو چیزیں میں واپڈا صاحب نے کہا بھی ہے کہ اگر کہیں بھی ٹرانسفر مر لگانا ہے یا کہیں بھلی کے کھبے لگانا ہے اس قسم کے پروگرام واپڈا کے پاس ہے اور اگر وہ واپڈا کے ساتھ رابطہ کریں لیں مولانا صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ اس مدد میں ہمارے پاس کوئی فنڈ نہیں ہے سردار صاحب جو کہتے ہیں جو میں ان کا سوال سمجھا ہوں کہ اس مدد میں کتنے فنڈ رکھے ہیں اور کہاں خرچ ہوا ہے کہ جب ہم این ایف سی کی میٹنگ میں تھے اور بجٹ بن رہا تھا تو صرف ایک ارب روپے واپڈا کی مدد میں مختص کیا گیا تھا کہ جہاں پر نامکمل اسکیمات ہیں لائے جہاں آدھی ہوئی ہے اور آدھی نہیں ہوئی ہے نامکمل اسکیمات کے لئے ایک ارب روپے رکھا ہوا تھا اس کے لئے میں نے چیزیں وغیرہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں اس ایک ارب روپے سے کچھ بھی خرچ نہیں ہوا ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی فنڈ ہماری نظر میں نہیں ہے اور یہی فنڈ ہے کہ دوسو گاؤں کا جو ہم کہتے ہیں اور اس کے لئے سارے روتے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

عبد الرحیم زیارت وال: سنیئر منسٹر موصوف فرماتے ہیں کہ پیسے خرچ نہیں ہوئے بات اصل میں یہ ہے کہ انہوں نے وقتی ایکٹری فیکیشن کے لئے جو پیسے ان کے پاس ہوا کرتے ہیں ان کے لئے جو کرائیٹریا مقرر ہے ہمارا کوئی بھی علاقہ کوئی بھی گاؤں اس کرائیٹریا میں نہیں آتا ہے ہماری آبادی منتشر ہے وفاقی وزیر آئے تھے میں نے انکو یہ تحریری دے دیا تھا کہ تین کھبے ہونگے اس میں کم سے کم چھ گھر ہونگے اس میں وہ چھ میٹر دیں گے تو ہم انکو بھلی فراہم کریں گے تو ان کے پاس ہر سال ہمارے کروڑوں روپے لپس ہو جاتے ہیں صوبائی حکومت کو میں اس بات کی یقین دہانی کر دیتا ہوں کہ اس بات پر آپ لوگ سوچیں حکومت کی طرف سے مرکز کو لکھیں کہ جو کرائیٹریا آپ نے پورے ملک کے لئے مقرر کیا ہے اس

کرائیشیر یا میں ہمارے صوبے کے وہ گاؤں نہیں آتے ہیں اور اس وجہ سے اس مد میں ہمارے کروڑوں روپے پس ہو جاتے ہیں اور چلے بھی جاتے ہیں مولانا واسع صاحب سے یہ آپ پوچھ بھی سکتے ہیں سینئر وزیر کی حیثیت سے ان سے پوچھ لیں اور اگر جام صاحب ہوتے تو ان کہہ دیتے کہ ہمارے ضلع صوبہ میں یہ کرائیشیر یا تبدیل کریں مرکز سے وفاق سے واپڈا کے ادارے سے کہ چھ کھمبے اور چھ گر چھ میٹر تبا جا کر یہ ہمارے لئے ہو سکے گا اگر یہ تبدیل کر لیں گے ورنہ ان کو یہ تجویز نہیں دیں گے میں نے تو ان کو تحریری طور پر دیا ہے اور ٹریزری پخزاگر اس کو فالو کرے گی تو اس سے ہمارے یہ مسئلے حل ہو سکتے ہیں اور یہ گھر جو ایک دو تین گھر بھلی سے محروم ہیں ان کو یہ بھلی مل جائے گی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): جناب! زیارت وال صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہماری منتشر آبادی اور جو بھلی کے لئے انہوں نے کرائیشیر یار کھا ہوا ہے تو اس سے ہم بھلی سے محروم رہ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بلوچستان کے لئے بھی پیسے رکھے ہیں اس حوالے سے ہم کوئی استفادہ نہیں کر سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں اور اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہم گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے ایک نوٹ بنا کر حکومت کے حوالے سے ہمارے علاقے اور ہماری منتشر آبادی اس کرائیشیر یا کو منظر رکھتے ہوئے یہ تبدیل کرے تاکہ ہم اس سے مستفید ہو جائیں ہم اس سے بالکل اتفاق کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔ اب وقت ایک گھنٹہ میں منٹ ہوا۔ میں منٹ ہم نے زیادہ دیا ہے آپ نوٹ کر لیں کہ ہم نے میں منٹ آپ لوگوں کو رعایت دی اب تین سوال رہتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارت وال: اگر آپ سوالوں کا وقت بڑھا سکتے ہیں تو یہ آپ کی صواب دید پر ہے۔

جناب اسپیکر: میں آپ کو بتا دوں ہم اس وقت میں منٹ لیٹ ہیں۔

عبدالرحیم زیارت وال: پندرہ منٹ بڑھا دیں اور ہم ان سوالوں کو نہیں دیں۔

جناب اسپیکر: چلو اچھا ٹھیک ہے۔ چکول علی صاحب اپنا سوال نمبر ۹۷۵ پکاریں۔

☆ ۹۷۵ چکول علی ایڈو وکیٹ: کیا وزیر آپا شی و بر قیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

اس وقت متعلقہ مکملوں میں کتنے جو نیئر افسران سنئر افسران کی پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں؟ اس کی کیا

وجوہات ہیں تفصیل دی جائے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپا شی و بر قیات):

- ۱۔ جناب محمد رضا ایکنگ ڈی جی (WRPD & M) ڈائریکٹور یہ ٹ۔
- ۲۔ جناب ممتاز خان ایکنگ چیف انجینئر (ناڑھ)۔
- ۳۔ جناب محمد شیم خان بازی ایکنگ چیف انجینئر (ساوتھ)۔
- ۴۔ جناب حبیب اللہ خان ایکنگ سپرنٹنگ انجینئر لوار الائی۔
- ۵۔ جناب علی محمد شاہ ہاشم ایکنگ سپرنٹنگ انجینئر سبی۔
- ۶۔ جناب غلام سرور ایکنگ سپرنٹنگ انجینئر ایف پی ایس پی۔
- ۷۔ جناب خیر محمد بلوچ ایکنگ سپرنٹنگ انجینئر قلات، خضدار۔
- ۸۔ جناب محمد ابراہیم رندا ایکنگ سپرنٹنگ انجینئر پٹ فیدر۔
- ۹۔ جناب پرویز بخاری ایکنگ ایکس ای این ژوب۔
- ۱۰۔ جناب افتخار احمد میرا ایکنگ ایکس ای این لور الائی۔
- ۱۱۔ جناب عبدالجید مینگل ایکنگ ایکس ای این سبی۔
- ۱۲۔ جناب محمد ہاشم خان ایکنگ ایکس ای این مکران، تربت۔
- ۱۳۔ جناب محمد عمر شاہ ایکنگ ایکس ای این (BIDA)۔
- ۱۴۔ جناب محمد نعیم بلوچ ایکنگ ایکس ای این اوستہ محمد۔
- ۱۵۔ جناب عمران رحیم درانی ایکنگ ایکس ای این ڈرگ لنگ سیشن۔
- ۱۶۔ جناب عبد الاستار لاٹی ایکنگ ایکس ای این پٹ فیدر کینال۔
- ۱۷۔ جناب فیاض الحق ایکنگ ایکس ڈی اوچجن۔
- ۱۸۔ جناب عبدالوهاب ایکنگ ایکس ڈی اوہرنائی۔
- ۱۹۔ جناب جہانگیر خان ایکنگ ایکس ڈی اوڈھاؤر۔
- ۲۰۔ جناب شعیب ترین ایکس ای این پشین۔

- ۲۱۔ جناب برکت اللہ اکینٹنگ ایس ڈی اوپشن۔
- ۲۲۔ جناب عبدالقدار اکینٹنگ ایس ڈی او بختیار آباد۔
- ۲۳۔ جناب محمد و سیم اصغر اکینٹنگ ایس ڈی او مستونگ۔
- ۲۴۔ جناب یار محمد اکینٹنگ ایس ڈی او ٹزوہب۔
- ۲۵۔ جناب محمد اکرم اکینٹنگ ایس ڈی او حب۔
- ۲۶۔ جناب فاروق احمد اکینٹنگ ایس ڈی او (اسٹنٹ ڈائریکٹر WRPD & M)۔
- ۲۷۔ جناب قربان علی اکینٹنگ ایس ڈی او کیر تھر کینال۔
- ۲۸۔ جناب عبدالرشید اکینٹنگ ایس ڈی او آواران۔

ان تمام افسروں کی ترقی کا عمل زیر غور ہے تاہم مکمل حاجاتی امور چلانے کے لئے ان کو اکینٹنگ چارج دیا گیا ہے۔ جو نیز افسران کی اگلے گریڈ میں تعیناتی کے وقت انکی سینارٹی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور اگلے گریڈ میں تعیناتی کے وقت کسی بھی سینئر افسر کی حق تلفی نہیں کی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال ہو تو دریافت فرمائیں؟

جان محمد بلیدی: ایک وضاحت ہے کہ جناب مولانا صاحب کے محلے میں جو ترقیاں ہیں رکی ہوئی ہیں گزارش ہے کہ ان پر عمل درآمد کیا جائے اور ان کے حقوق ہیں وہ کب تک انہیں دینے کی یقین دہانی کرائیں گے؟

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب! جان محمد صاحب نے جو منی کیا ہے آپ نے سنائے کیا جواب ہے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و برقيات): انشاء اللہ ہم جلدی کوشش کریں گے عمل درآمد کریں گے۔

عبد الرحیم زیارت وال: جناب! اس سوال کے جواب میں جواہٹائیں آفیسر انکے نام دیئے گئے ہیں یہ سارے اکینٹنگ پر کام کر رہے ہیں اس کے لئے یہ سوال ہے کہ یہ جو اکینٹنگ کا کام کر رہے ہیں یہ آج سے نہیں کر رہے ہیں ان کے اگر سرومنہ اٹھا کر دیکھ لیں گے چھ سال سے تو ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں جن کی پر موشن ڈیو ہوا کرتی ہے تو ان کو کیوں نہیں ملتا ہے اگر نہیں ڈیو ہے تو پھر ان کو اس طریقے سے کیوں رکھا

جاتا ہے۔ سب ایکنگ چارچ پر ہیں میں آپ کے توسط سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی ہم نے اسکیمات دی ہیں اریکیشن کے حوالے سے آٹھ مہینے کے بعد دس مہینے کے بعد ہمیں ان کے پی سی ون نہیں ملتے ہیں کہتے ہیں کہ سٹاف کی کمی ہے شارتھ ہے۔ اور یہاں پر اٹھائیں افسرا ایکنگ پر کام کر رہے ہیں اگر ان کو طریقہ کار کے مطابق پر موٹ کیا جائے اور ان کی جگہ پر دوسرا لوگ آجائیں تو جو اور سیرالیس ڈی اوکی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور الیس ڈی اوکیسین کی جگہ پر کام کر رہے ہیں ایکیشن جو ہے اسی کی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور اسی چیف انجینئر کی پوسٹ پر کام کر رہے ہیں تو جام صاحب بیٹھے ہیں جتنے بھی ہمارے مکملے ہیں ان کی کچھ طریقے سے پرموشن ڈیوپ ہے انکو پرموشن دیا جائے اور اس سے جو خالی جگہ ہو جاتی ہے تو اس وقت ہمارے صوبے کے ایک ہزار انجینئر زبے رو زگار ہیں اور ہمارے اس مکملے میں لوگ ایکنگ چارچ پر کام کرتے ہیں تو جام صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میری ان سے گزارش ہے ایوان کے توسط سے کہ انکو پر اپرلی پر موٹ کیا جائے اور جو آسامیاں رہ جاتی ہیں ان کو پلک سروس کمیشن سے پر کیا جائے۔

جناب اسپیکر: او کے یہ تجویز منظر صاحب آپ نے نوٹ کی ہے۔

میر جان محمد بلیدی: تمام ڈیپارٹمنٹ کے لئے ہے۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب کی اچھی تجویز آئی ہے آپ نے نوٹ کی ہے؟

مولانا عبدالواسع (سنیر وزیر): جوان کی ثابت تجویز ہے انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔

(مداخلت گفتگو)

جناب اسپیکر: آغا فضل صاحب! آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں جام صاحب یہ تجویز آپ نوٹ کریں جی رحیم صاحب!

عبد الرحیم زیارت وال: جام صاحب ہمارے question ہے اسکا جواب آیا ہے 28 ہمارے آفسرز ہیں اریکیشن میں۔ ان کے بارے میں جواب یہ آیا ہے کہ 28 کے 12 ایکنگ پر کام کر رہے ہیں میرا کہنا یہ تھا کہ یہ جو ایکنگ پر کام کر رہے ہیں اس ڈیپارٹمنٹ میں اور ان کے ایکنگ کام کرنے کی وجہ سے ہمارے پاس اسٹاف کی کمی ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں لیکن دیکھا دیتا ہوں کہ 8 مہینے میں 10 مہینے

میں ہمارے PC1 نہیں بننے ہے تو یہی صورتحال تمام ڈیپارٹمنٹ میں ہے تمام ڈیپارٹمنٹ میں تمام کے تمام ایکٹنگ پر کام کرتے ہیں ہماری یہ ہے ٹریش ری پچز سے اس ایوان کے توسط سے کہ ان لوگوں کو جوا یکٹنگ پر کام کرتے ہیں اگر ان کی پرموشن ڈیویز ہے ان کو پرموشن دے دیا جائے اور جو پوشیں خالی رہ جاتی ہیں پلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ان کو fillup کیا جائے تاکہ ہمارے صوبے کام smooth چلے اور اس سال بھی آپ کا بجٹ آنے والا ہے پچھلے سال سے ہمارے زیادہ پیسے لپس ہونگے اور اس لپس ہونے میں اس مرتبہ میں واضح طور پر آپ کو کہتا ہوں کہ ہمارے ان انجینئرنگ کی وجہ سے جن جن کے پاس پیسے ہے جو انہوں نے کام کرنے تھے کہیں پر کوئی بھی کام نہیں ہوا ہے تو اسکو ٹھیک کرنے کے لیے اسکو smooth بنانے کے لیے smooth چلنے کے لیے میری گزارش ہے حکومتی پچز سے کہ وہ اس پر عمل کریں اور جن کی پرموشن due ہے جن ڈیپارٹمنٹس میں due ہے تمام ڈیپارٹمنٹ وہ پرموشن ان لوگوں کو پرموٹ کیا جائے اور جو پوشیں خالی ہو جاتی ہے پلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ان کو fillup کیا جائے یہ ہماری درخواست ہے۔

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر صاحب! محترم زیارت وال صاحب asa head master کام دیتے اور بڑی اچھی نصیحت کرتے ہیں جو چیز بھی اچھی ہو گی ہم ضرور اسکو مان لیں گے اس میں یہ ہے کہ گورنمنٹ کی اپنی پولیسی بھی ہوتی ہے اس لحاظ سے میں اس کی فیور کروں گا کہ صرف ان ڈیپارٹمنٹس کا نہیں بلکہ پولیس کا آرڈر اور ہمارے سیکرٹری صاحبان ان کے بھی پرموشن بقايا ہے وہ بھی اب 19 سے 20 ہونے والا ہے میں صحیح پولیس والوں سے بات کر رہا تھا خاص کرو جو ان کے آفیسرز ہیں اگر ایک DSP 22 سال سروس کرتا ہے اور اسکے بعد SP بھی نہیں بن سکتا ہے اور وہ بلا چلتا نہیں کہا جائے اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ گورنمنٹ کو اس میں اینٹی شپنگیں دکھانی پڑے گی سیکرٹری یوں ہو پولیس والے ہو ایکس ای این ہو اور زیادہ تر یہ جوا یکٹنگ والا کام ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ پھر اور ایکٹ ہو جاتا ہے اب آپ ان آدمی کو اگئی due ان کی پرموشن دیں گے دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ جو

چھلا back loge ہے ان آفیسرز کو چانس ملے گا کام کرنے کا پھر کئی اچھے لوگ ہیں مگر جب تک گورنمنٹ ان کو چانس نہیں دے گی تو وہ مشینری میں تھوڑی گڑ بڑھیں گی۔

جناب اسپیکر: او کے جناب چکاوں علی next question no

☆ ۵۸۰ چکاوں علی ایڈو وکیٹ: کیا وزیر آپاشی و بر قیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ ایم پی اے فنڈ ۰۴-۲۰۰۳ میں اسٹبلی ممبران نے بچلی سے متعلق اپنی اپنی اسکیمات بھجوائی ہیں۔ جو کہ تاحال منظور نہیں ہوئی ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسکیمات پر تاخیر کیوں ہو رہی ہے تفصیل دی جائے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و بر قیات): جی ہاں یہ درست ہے کہ مندرجہ ذیل معزز ممبران اسٹبلی نے اپنے ایم پی اے فنڈ سے اسکیمات بھجوائی تھیں:-

۱	پنس فیصل داؤد	۵،۰۰۰ ملین
۲	مولوی در محمد	۳۵۰ ملین
۳	جناب رحمت علی بلوج	۳۰۶۰ ملین
۴	سید مطیع اللہ آغا	۷۰۰ ملین
۵	میر جان محمد جمالی	۲۵۰ ملین
۶	جناب چکاوں علی ایڈو وکیٹ	۳۰۰ ملین
۷	مولوی عبدالرحیم بازائی	۴۰۰ ملین
۸	سردار ثناء اللہ زہری	۳۸۰ ملین
۹	نواب محمد اسلام رئیسانی	۷۲۵ ملین
۱۰	مولوی عطاء اللہ	۷۰۰ ملین

کوئی نہ لیکٹر سپلائی کمپنی کو سروے اور A-PC بنانے کے لئے کہا گیا ہے۔ جیسے جیسے سروے روپوں مل رہی ہیں۔ انہیں محکمانہ سب کمیٹی (DSC) کی منظوری کے لئے بھجوایا جا رہا ہے۔ تاکہ فنڈ ز کوئی نہ لیکٹر سپلائی کمپنی کو بھجوائے جائیں۔

جناب اپیکر: جی کوئی ضمنی ہے؟

کچھوں علی ایڈ ووکیٹ: سر! مولانا صاحب سے میری ایک درخواست ہے کہ یہ کام جو ایم پی اے صاحبان نے دیئے ہیں بھلی کے سلسلے میں اس کی سر! کچھ یقین دہانی کرادیں۔

مولوی عطاء اللہ (وزیر آپاشی و بر قیات): انشاء اللہ کوش کروں گا۔

جناب اپیکر: او کے وقفہ سوالات ختم اب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): محترم سید احسان شاہ صاحب سرکاری کام کے سلسلے میں کوئیٹھے سے باہر ہیں وزیر موصوف نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم میر امان اللہ خان نو تیزی صاحب وزیر ایکسائز زایڈ ٹیکسیشن کوئیٹھے سے باہر ہیں وزیر موصوف نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم محمد یونس چنگیزی صاحب وزیر کھیل و ثقافت نے اہم کام کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سید شیر جان بلوچ صاحب وزیر گوارڈ یو پمنٹ اتحاری نے مصروفیات کی وجہ سے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا یہ تمام درخواستیں منظور کی جائیں (رخصت منظور ہوئی)

رحمت علی بلوچ: sir point of order میں نے پچھلے دنوں ایک اہم تحریک جمع کی تھی ایف سی کے حوالے سے آج تو ٹیکل نہیں ہے قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ضلع پنجبور میں بھی ایف سی نے ----

جناب اپیکر: رحمت صاحب! اس پر آپ زیر و ہاور میں بات کریں مہربانی۔

رحمت علی بلوچ: سر! پتہ نہیں ہے کہ زیر و ہاور آیگا انہیں آیگا تین دن سے کارروائی نہیں چل رہی ہے وہاں پر ایف سی نے 12 چیک پوٹھیں لگائی ہیں۔

جناب اپیکر: آپ کی تجویز پر زیر و ہاور میں نے شروع کیا۔

رحمت علی بلوچ: اس میں سر! یہ ہے کہ شہر کے اندر لوگوں کو آنے جانے میں مشکلات درپیش ہیں اور

وہاں نوگواریا ز بنے ہوئے ہیں عوام پر کیا گزر رہا ہے ہم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ تو بول رہے ہو تو زیر وہاں ختم کریں۔

رحمت علی بلوچ: سر! زیر و آور چلائے دو دن سے اسمبلی نہیں چل رہی ہے بعد میں پھر وہی واک آؤٹ کا سلسلہ چلا تو پھر سر! وہاں پر لوگ تگ ہیں تو میں قائد ایوان سے request کرتا ہوں کہ اسکا نوٹ لیں۔

عبدالجید خان اچھزی: سر! پچھلے سیشن میں ہیلائڈ ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں جو ہمارے سوالات تھے جو آپ نے ڈرپ کیے تھے اسکے بارے میں آپ نے کوئی رونگ نہیں دی اور اس سے پہلے بھی ہمارے پچھلے سیشن میں سی اینڈ ڈبلیوڈ ڈیپارٹمنٹ سے جو ہم نے question کئے تھے آپ نے کمیٹی کی بات کی ہے میرے خیال میں ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں یہ تو خود ان چیزوں میں involve نہیں ہیں شاید ڈیپارٹمنٹ ہوگا اگر ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے ہم نے جو شنگر روز کے بارے میں جو سوال کئے تھے کہ جس میں 18 کروڑ روپے کا غبن ہوا تھا۔

جناب اسپیکر: کس تاریخ کو؟

عبدالجید خان اچھزی: پچھلے اجلاس میں یہ سیشن نہیں پھر آپ نے کہا تھا کہ ڈیپارٹمنٹ کے تھرو کمیٹی بنے گی اس کمیٹی میں اور حافظ محمد اللہ متعلقہ منسٹر ہو گا تقریباً کوئی 4 مہینے ہو گئے دورہ تو ہم نے نہیں کیا اب ایسا کر لے CM کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا وہ 18 کروڑ روپے کے شنگر روز کے بارے میں 2 questions تھے میرے اگر اسے وزیر اعلیٰ اسپکشن ٹیم کے حوالے کیا جائے تو میرے خیال میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب اسپیکر: آپ اجلاس کے بعد پھر ان سے ملیں۔

عبدالجید خان اچھزی: جناب اسپیکر! سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے منسٹر صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ وہ صاف آدمی ہے ان چیزوں میں involve نہیں ہے تو وزیر اعلیٰ اسپکشن ٹیم کے حوالے کر دیں تو جو دونوں question تھے جس میں ایک میں 18 کروڑ روپے کا ذکر تھا۔

جناب اپسیکر: اس پر کمیٹی تو ہم نے بنائی تھی۔

عبدالجید خان اچھزی: جناب! آپ نے اپنی رو لنگ بھی دی تھی کمیٹی بنائی اس نے کام نہیں کیا کچھ نہیں ہوا کمیٹی نہیں گئی ہے اور حافظ صاحب کو بھی پتہ ہے کہ کام نہیں ہوا ہے ڈیپارٹمنٹ نے ایسی، ہی منسٹر کو بدنام کرنے کے لئے سب کچھ کیا ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسکو وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کے حوالے کیا جائے بات صاف ہے منسٹر صاحب کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہو گا۔

جناب اپسیکر: اس کو پہلے میں چیک کرو نگا پہلے میں رو لنگ نہیں دو نگا کہ وہ کمیٹی نے کام کیوں نہیں کیا ہے شروع دی صاحب ایک کمیٹی ہم نے بنائی تھی اس کمیٹی کی رپورٹ آپ نے تیار کی ہے یا نہیں؟ آپ کھڑے ہو کر بات کریں۔

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): جناب اپسیکر صاحب! وہ ہم انشاء اللہ اسی سیشن میں پیش کریں گے۔

عبدالجید خان اچھزی: جناب اپسیکر صاحب! ہمیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے جو ہمارے question تھے ڈاکٹر شمع اسحاق کے بھی تھے میرے خیال میں میرے ہمیلتھ منسٹر کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا اگر۔۔۔

جناب اپسیکر: مجید صاحب! اس پر ہم نے رو لنگ دی تھی وہ کارروائی کا حصہ ہم نے قرار دیا تھا۔

شفیق احمد خان: جناب اپسیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق۔۔۔

جناب اپسیکر: وہ میں نے چمبر میں نہادی۔

شفیق احمد خان: سر! وہ آپ نے چمبر میں نہادی لیکن میرا استحقاق تو مجرد ع ہوا ہے جناب والا! اس میں یہ تھا کہ مولانا واسع صاحب نے یہ کہا کہ میں صرف فوٹو گرافری کے لئے جناب والا! میں تو بعد میں بھی پر لیں کانفرنس کر کے اپنا فوٹو گلو اسکتا تھا اخبار میں واسع صاحب خود فوٹو گلو کرنے کے لئے آتے ہیں سیاست میں چکانا اپنے آپ کو ہر ایک کو پڑھتا ہے میری گزارش یہ ہے کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ میں نے اپنے علاقے کے مسائل کے لئے سینکڑوں مرتبہ اسکے پاس میں جاتا ہوں اور میرے کام ہوتے ہیں وہ وزیر اعلیٰ صاحب میرے کام کرتے ہیں پھر یہ کیسے کہتے ہیں کہ میں صرف فوٹو سیشن کے لئے کام کرتا ہوں تو میرا استحقاق مجرد ع ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر صاحب! میں شفیق احمد خان صاحب سے مذاق کرتا ہوں اور وہ مجھ سے مذاق کرتے ہیں کوئی اس طرح کی بات نہیں ہے اگر اسکا استحقاق مجروم ہوا ہے تو میں اس سے مغدرت چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: او کے مغدرت ہو گئی۔ محمد نسیم تریائی صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر ۲۷ پیش کریں۔
تحریک استحقاق نمبر ۲۷

محمد نسیم تریائی: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کا راجحہ 1974 کے قاعدہ نمبر 55 کے تحت تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں لہذا اسمبلی کی کارروائی کر اس پر بحث کی جائے۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 18 ستمبر 2003 کے اجلاس سے اب تک مسلسل تمام اجلاسوں میں ہم اراکین کے مختلف سوالات، قراردادیں، تحریک التوا اور تحریک استحقاقات پر حکومت کی جانب سے نہ صرف یقین دہانیاں وعدے و عیداً اور تحقیقات کروانے کی ذمہ داریاں لی گئی ہیں بلکہ مذکورہ امور میں اس صورتحال میں بھی عمل درآمد نہ ہونے کے نتیجہ میں میری جانب سے مختلف مواقوں اور اجلاسوں میں بالترتیب پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 27, 28, 29, 30, 31 نقول مسلک ہیں اور یقین دہانیوں کے باوجود عمل درآمد نہ ہونے سے سارے ایوان کا استحقاق مجروم ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کو عوام کی جانب سے تقویض کردہ ذمہ داریوں کا نہ احساس ہے اور نہ پڑتا۔ ایسی صور حال میں وزراء کی فوج ظفر موج پر مشتمل موجودہ حکومت کو مزید حکومت کرنے اور آئینی مسائل میں اضافہ کرنے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز باقی نہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس قابل افسوس صورت حال پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی ہے یہ ہے کہ مورخہ 18 ستمبر 2003 کے اجلاس سے اب تک مسلسل تمام اجلاسوں میں ہم اراکین کے مختلف سوالات، قراردادیں، تحریک التوا اور تحریک استحقاقات پر حکومت کی جانب سے نہ صرف یقین دہانیاں وعدے و عیداً اور تحقیقات کروانے کی ذمہ داریاں لی گئی ہیں بلکہ مذکورہ امور میں اس صورتحال میں بھی عمل درآمد نہ ہونے کے نتیجہ میں میری جانب سے مختلف مواقوں اور اجلاسوں میں بالترتیب پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 27, 28, 29, 30, 31 نقول مسلک

ہیں اور یقین دہانیوں کے باوجود عمل درآمد نہ ہونے سے سارے ایوان کا استحقاق مُحرّج ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کو عوام کی جانب سے تفویض کردہ ذمہ داریوں کا نہ احساس ہے اور نہ پتہ۔ ایسی صور حال میں وزراء کی فوج ظفر موج پر مشتمل موجودہ حکومت کو مزید حکومت کرنے اور آئینی مسائل میں اضافہ کرنے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز باقی نہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس قابل افسوس صورت حال پر بحث کی جائے۔ اس کی *asmissibility* پر اگر آپ کچھ بولنا چاہیں گے؟

محمد نسیم تریالی: شکریہ جناب اسپیکر جیسا کہ مختلف موقعوں پر میں مختلف تحریک استحقاقات پیش کیں ہیں مختلف حوالوں سے یہاں پر ہمارے منستر حضرات اپنے آپ کو جان خلاصی کے لئے وعدے کرتے ہیں یقین دہانیاں کرتے ہیں مگر اس مقدس ایوان کے نیصلوں کی جو تقریباً بھی ڈیڑھ سال گزر گیا ہے آج تک ان پر عمل درآمد نہیں ہوا میں صرف چند جو استحقاقات پیش ہوئے اس کے حوالے دینا چاہتا ہوں کہ 18 ستمبر 2003 کے ایک اجلاس میں میں نے سوال نمبر 220 پیش کیا جس میں قلعہ عبداللہ سے اور نگزیٰ تک مختلف کاذبیں ہیں جہاں پر عوام کا آنا جانا ہے معمولی کام ہے وہ اتنا نہیں ہے کہ میں اس کو بار بار پیش کروں یہاں پر منستر حضرات نے اس کی یقین دہانی کرائیں حالانکہ قلعہ عبداللہ میں اکثر ایسے علاقے ہیں جہاں پر روڈ بہت ہی کم ہیں یہ معمولی کاذبیں بنا سکتے ہیں دوسری جانب کروڑوں روپے روڈوں پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ توجہ اس پر عمل نہیں ہوا تو میں نے جنوری 2004 میں تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کی اسی کاذبوں کے حوالے سے پھر مجھے یقین دہانی کرائی گئی اس وقت منستر ہیلتھ اور جناب گلیو صاحب دونوں نے مجھے یہ یقین دہانیاں کرائیں کہ انشاء اللہ اس وفع اس پر کام ہو گا مگر وہ مسئلہ اسی طرح ہے۔ اسی طرح جناب والا! میں نے 30 جون 2003 کو دو سوالات پیش کئے سوال نمبر 184 اور 185 اس میں کلی ملک گل خان میں ایک گرلنر پرائمری اسکول ہے یہ پچاس لاکھیوں کا ایک درہ ہے جہاں کی آبادی لاکھوں پر ہے صرف ایک گرلنر پرائمری اسکول ہے وہاں پر اور وہ بھی بند پڑا ہوا ہے مجھے یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ چونکہ اکیسویں صدی ہے حکومت تعلیم پر زیادہ توجہ دے رہی ہے کل بھی ہمارا ایک ورکشاپ تھا تو اس میں احسان شاہ صاحب نے یہ کہہ دیا کہ ہم لوگ بجٹ میں تعلیم کو زیادہ سے زیادہ

سہولیات دیں گے اور اس کے علاوہ میں نے ذاتی طور پر سیکرٹری تعلیم سے بار بار اس حوالے سے مل چکا ہوں حتیٰ کہ گورنر کو بھی میں نے یہ مسئلہ پیش کیا تو گورنر نے یہ کہا کہ اگر ہم اور اسکول نہیں کھوں سکتے تو کم از کم یہ پرائمری اسکول جو اس علاقے کا حق ہے یہ انشاء اللہ اس کے لئے ایک ٹپچر ہم دے دیں گے بلڈنگ موجود ہے سب کچھ موجود ہے مگر جب اس پر کوئی عمل نہیں ہوا تو میں نے 22 رجنوری 2004 کے اجلاس میں ایک تحریک استحقاق نمبر 28 پیش کی جس پر بحث ہوئی اس اسی میں وہ نقول میرے ساتھ ہیں میں آپ کو کاپی بھی دے سکتا ہوں مگر اس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا جناب والا! اسی طرح 9 اکتوبر 2003 کے اجلاس میں ایک اور سوال میں نے پیش کیا کہ قلعہ عبد اللہ کے مختلف ہسپتال ہیں آرائیچی سی ہے بی ایچ یوز ہیں سی ڈی ہے یہ اور نئے تو نہیں کھوں سکتے وہی جو ہسپتال ہیں جہاں پر ڈاکٹر ہے سٹاف ہے وہ ماہنہ لا کھوں کے حساب سے تنخواہ لیتے ہیں میں نے بار بار کوشش کی۔ بھائی وہ ہسپتال تو کھلوادیں تیس کلومیٹر چالیس کلومیٹر میں وہاں ٹرانسپورٹ نہیں ہے روڈ نہیں ہے لوگوں کا آنا جانا کوئی تک مشکل ہوتا ہے کم از کم جو ایک ڈاکٹر تنخواہ لے رہا ہے اس کو پابند کر دیں حاضر کر دیں نئے تو آپ نہیں دیں گے اس یقین دہانی کے باوجود اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اس کے جواب میں میں نے پھر تحریک استحقاق 24 رجنوری 2004 کو پیش کیا پھر یہ صورتحال رہی یقین دہانیاں وعدے فلاں مگر پرستی نہیں آپ دیکھ لیں ہمارے ضلع کا منستر ہوتے ہوئے اپنی ہی تخصیل کے ہسپتال میں ڈاکٹر حاضر نہیں کر سکتے باقی صوبے کا خدا خیر کرے۔ جناب والا! اسی طرح 4 رجنوری کو ایف سی کا کبزی میں فائزگنگ ہوئی جس میں عورت زخمی ہوئی وہ ہسپتال میں تھی ہم نے روئیسٹ کی کہ یہ جو ایف سی کی فائزگنگ سے یہ عورت زخمی ہوئی یہ تو نہ سمجھ لتھی اور نہ کچھ اور تھی اس کا کم از کم علاج معا الجے کے لئے کوئی دوایاں کوئی ڈاکٹر یا مالی اعانت کی جائے اسی ظام کو منستر ہیلتھ نے یقین دہانی کرائی کہ ہم انشاء اللہ وہاں ہی جائیں گے اور شاید ایک دو دفعہ گئے ہوں مجھے اعتراض نہیں ہے مگر جو خدمت کرنی تھی جو علاج تھا وہ نہیں ہوا کیونکہ وہی عورت جس کو ایک سال گزر گیا بھی وہ اپاہنج ہو گئی گھر میں وہ بیٹھی ہے جس کے علاج کے لئے نہ کوئی پیسے ہیں غریب لوگ بھی ہیں علاج کی ضرورت ہے اب تک اس پر کچھ عمل درآمد نہیں ہوا اسی طرح جناب والا! میں اس کو منظر کرنا چاہتا ہوں 2 اکتوبر 2003 کو ایک اور سوال اٹھایا اس کے جواب میں قلعہ عبد اللہ میں امن و امان

کا مسئلہ ہے آتے جاتے ہیں لیویز والے جو ہمارے علاقے کے لوگ ہیں کوشش کرتے ہیں وہاں پر ڈاکوؤں کی روک تھام ہو امن و امان کا مسئلہ نہ ہوتا انہوں نے کچھ ڈاکوؤں کا پیچھا کیا ڈاکوؤں نے اس پر فائزگ کی۔ فائزگ کے نتیجے میں ایک دو ڈاکوتو پکڑے گئے اور دو لیویز والے زخمی ہو گئے انہوں میں یہ ہے کہ جو ڈیوٹی کے دوران زخمی ہو جائے تو اس کا علاج حکومت کرتی ہے مگر آپ اندازہ لگائیں کہ وہ لیویز والے اپنی مدد آپ کے تحت لاکھوں روپے اس پر خرچ ہوئے مگر آج تک گورنمنٹ نے اس کا کچھ نہیں کیا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس کا علاج مفت ہوتا جتنا بھی خرچ تھا دیا جاتا اور اس کی ترقی ہوتی کیونکہ انہوں نے ڈاکوپکڑے۔ مگر اس کا الٹ یہ ہوا کہ وہ ڈاکو جیل سے فرار ہو گئے اور لیویز والے کی ٹانگ ابھی تک وہ صحیح حالت میں نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ذرا مختصر کریں۔

محمد نسیم تریالی: میں نے یہ مثالیں دی ہے یہ 23/جون کا ایک اور اجلاس ہے آپ دیکھ سکتے ہیں سوال نمبر 182 اور 183 اس میں ہمارے بہت سے ایسے علاقے میں جس کے میں نے ایک پرانی اسکول کا ذکر کیا اور ہائی اسکول نہیں ہے اکیسویں صدی میں بھی۔ اس پر مجھے یقین دہانی کرائی گئی جناب والا! اگر اس کے بس کی بات نہیں ہے منظر ہے ان کا میں ایک حوالہ دیتا ہوں کہ 29/مارچ کو ایک لست نکلی ہے ایس اینڈ جی اے ڈی سے اس میں صوبائی ملکے پچیس ہیں اور ہمارے تیس کے قریب وزرا بیٹھے ہوئے ہیں ابھی تک انکو پتہ نہیں ہے کہ کو نسا حکمہ کس کے پاس ہے پنجاب جس کو ہم یہ کہتے ہیں سب سے بڑا صوبہ ہے اور تین سو سے زیادہ اس کی صوبائی اسمبلی کی سیٹیں ہیں۔ اتنے منstroں کے باوجود ہماری کارکردگی all ہے وہ نہیں کر سکتے پنجاب میں پندرہ وزرا صوبے کو صحیح طریقے سے چلا رہے ہیں۔ (مدخلت)

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! تشریف رکھیں۔ جی۔

محمد نسیم تریالی: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کوئی منظر صحیح طریقے سے وہ نہیں کر سکتا ہے تو براۓ مہربانی استعفی دے دیں اور کوئی آئے گا۔ شکریہ جناب!

جناب اسپیکر: جی! جمالی صاحب!

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس ائینڈجی اے ڈی): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اگر یہ ایڈمٹ ہوتی تو بعد میں آپ بول لیں میں اس وقت صرف تھوڑا سا سرکاری پہلو بتادوں۔ نیم صاحب نے different سوالات کے تحت پر یوں موشن جمع کرائی تھی اگر وہ ایڈمٹ ہوتی ہے تو بعد میں بے شک وہ بول سکتے ہیں تین موشن انہوں نے داخل کئے ہوئے تھے اس کی اگر قانونی تشریخ میں کروں میں عرض کروں گا مگر میں ان کو گزارش کروں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ وزراء کی فوج ظفر موجود ذرا سیکرٹریٹ کو بھی کہیں کہ وہ ایسے الفاظ نہ استعمال کیا کریں ابھی وہ فرم رہے ہے تھے کہ پنجاب میں پندرہ وزیر ہیں حالانکہ وہاں پر چالیس وزراء صاحبان ہیں ان کے مختلف محلہ جات میں ایکوشن ہیلتھ اریگیشن جو وزراء صاحب نے ان سے وعدے کئے تھے میں اس فلور پر یہ کہوں گا کہ ان کو یہ ضرور پورا کرنا چاہیے اگر نہیں کریں گے تو ایسے ہی تحریک استحقاق بھی آئیں اور دوسرے adjournment motion بھی ہونگے اب سمجھنے سے قاصر ہوں جب وزراء صاحبان یہاں پر کہہ دیتے ہیں حالانکہ جیسے انہوں نے محرک نے فرمایا ہے چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں توجہ دینی چاہیے آپ سے بھی جناب اسپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان سب چیزوں کا سد بات ہے آپ کے ہاؤس کی کمیٹیز اب آج جیسے ہمارے ایک معزز ممبر اپنے استحقاق مجرور ہونے کا واقعہ سنایا یہی چیز پر یوں میٹی کمیٹی کو جاسکتی ہے۔ پھر بعد میں اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ پھر حقیقت بیان کی جاسکتی ہے۔ کہ کہاں تک یہ بات صحیح ہے یا نہیں ہے اس سے زیادہ میں کیا کہوں مجھے بھی نیم صاحب سے بہت زیادہ ہمدردی ہے حقیقت بات یہ ہے۔ جو بھی وزراء صاحبان یہاں بات کریں اخلاقی طور پر ہمیں وہ پوری کرنی چاہیے۔ چاہے جس پارٹی سے بھی ہوں صرف میں آپ کا پروشل اسمبلی کے روں کوٹ کرتا ہوں۔ باقی discretionary power آپ ہی کے پاس ہیں۔ قاعدہ نمبر 57 صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رکن تھا۔ کوئی بھی معزز رکن مسئلہ استحقاق جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو پیش کرنے کا مجاز ہے چونکہ محرک نے 2003 کے معاملات کو اٹھایا ہے جو حالیہ قواعد پذیر معاملات کے زمرے میں نہیں آتے ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو قاعدہ نمبر (2) 57 کے تحت خلاف طابطہ قرار دیا جائے البتہ اس کے متعلق جیسے میں نے آپ سے پہلے کہا تھا کہ اگر کمیٹی کو فعل مانا ہے کہ چیز میں منتخب کرنے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معزز اپوزیشن والے اس چیز میں ہمارا ساتھ

دیں گے اسی اجلاس میں آپ یہ مکمل کر لیں۔ چھوٹے چھوٹے مسائل آتے ہیں یہ کمیٹیز کے پاس جائیں گے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب اس اجلاس کے بعد میں request کرتا ہوں کہ چکول صاحب، زیارتوال صاحب، جام صاحب اور مولانا واسع صاحب سے کہ وہ صرف مجھے اتنا تائیں میں request کی ہے کہ اپوزیشن کو کوئی کمیٹیاں دینی ہیں ٹھیک۔ حکومت کے پاس کوئی ہوں گی ایم ایم اے کے پاس کوئی ہوں گی۔ صرف نام بتادیں تو میں بعد میں ایک دن میں مکمل کر دیتا ہوں اور اس تحریک استحقاق نمبر 47 اگرچہ یہ تیکنیکی معاملات کی بناء پر تحریک استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی ہے۔ تاہم حکومت کی جانب سے یقین دہانیوں اور وعدے وعید کا جائزہ لینا مجلس مواعید کی ذمہ داری ہے۔

لہذا اجلاس میں مکمل رپورٹ پیش کرنے کے لئے تحریک التواہ مواعید کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔ عبدالرحیم زیارتوال زیارتوال صاحب اپنی تحریک التوانہ بے اپیش کریں۔

تحریک التوانہ بے

عبدالرحیم زیارتوال: میں اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت درج ذیل تحریک التواہ کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ صوبہ اور اس کے اکثر اضلاع شدید خشک سالی اور قحط سالی کے شکار ہیں متعدد اضلاع میں پینے کا پانی نایاب ہو گیا ہے اس تباہ کن صورتحال میں صوبائی اور مرکزی حکومت کی جانب سے متاثرہ علاقوں اور ضلعوں کو کوئی مدد نہیں دی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس علیین ترین صورتحال پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ صوبہ اور اس کے اکثر اضلاع شدید خشک سالی اور قحط سالی کے شکار ہیں متعدد اضلاع میں پینے کا پانی نایاب ہو گیا ہے اس تباہ کن صورتحال میں صوبائی اور مرکزی حکومت کی جانب سے متاثرہ علاقوں اور ضلعوں کو کوئی مدد نہیں دی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس علیین ترین صورتحال پر بحث کی جائے۔ جی اس کی admissibility پر بولیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب والا! یہ جو میں نے تحریک التوانہ پیش کی ہے اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ کئی سالوں سے جس خشک سالی اور قحط سالی کا سامنا تھا اور ہے اس میں وفاقی حکومت

صوبائی حکومت اور ہماری جو ذوزرا ایجنسیاں ہیں ان کی طرف سے جو مدد اس سلسلے میں کی جا رہی ہے یہ متاثرہ علاقوں میں پہلے سے ایک خاص طریقے کے تحت بعض علاقوں میں دیئے جاتے تھے بعض اس وقت بھی ignore تھے اور آج صورتحال یہ ہے کہ کئی اضلاع شدید متاثر ہوئے ہیں ان کی نہ ہماری صوبائی حکومت نے اور نہ وفاقی حکومت نے مدد کی ہے اب تو صورتحال یہ ہے کہ بعض بڑے بڑے علاقے گاؤں بڑی بڑی آبادیاں اس پر مجبور ہیں کہ ان کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے اب مون سون کے رتاخ والے علاقوں میں اب تھوڑی بہت بارش ہوئی ہے اور پھر اس سال تمام سردیوں میں ایک دفعہ برف باری پڑی ہے اور اس کے بعد کوئی بارش نہیں ہوئی ہے تو یہ جو صورتحال ہے میں اس کے لئے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت کو گورنر صاحب جو وفاق کے نمائندے ہیں ہر جلسے میں جہاں وہ جاتے ہیں کہتے ہیں مجھے وفاق نے اس لئے مقرر کیا ہے کہ بچپن سال یا ستاون سال اس صوبے کو پسمندہ رکھا گیا تھا اب میں آپ کو بھجوار ہوں اور پسیے دے رہا ہوں اس صوبے کو دوسرے صوبوں کے باہر لا سکے اس کے قابل ہو سکے کہ دوسرے صوبوں کی طرح ترقی کر سکے لیکن صورتحال یہ ہے کہ ہمیں ہمارے جو فنڈز پسیے ہیں وہ بھی نہیں دیئے جا رہے ہیں تھخوا ہوں کے لئے مجبور ہے اور اور ڈرافٹ لے کر اپنے ملازمین کی تھخوا ہیں ادا کی جاتی ہیں اور اس صورتحال میں پھر ترقیاتی کاموں کا جہاں تک تعلق ہے وہ ایک سرے سے ناپید ہے نہیں ہوئے ہیں اور اس وقت صوبے کے پاس نہ ڈولپمنٹ کے لئے پسیے ہیں یہ جو لوگ متاثر ہیں مال مویشی متاثر ہوئے تھے باغات چلنے گئے تھے اور اس وقت ان کے پاس پینے کا پانی ناپید ہو گیا ہے تو اس صورتحال میں میری آپ سے یہی گزارش ہے اور ایوان کے توسط سے گزارش ہے ٹریٹری نئی سے اپوزیشن سے میری گزارش ہے کہ جو یہ بدترین صورتحال ہے اور اس کا ہمیں اب سامنا ہے اس صوبے کے جو مخصوص اضلاع ہیں جن میں شدت سے درپیش ہے ان کے لئے کوئی لائچ عمل طے کرے یا جو یہ تحریک التوا ہے اس کو قرارداد کی شکل دے اس کو منظور کرو اکے وفاق سے اس کے لئے مدد

ماں گئی جائے ڈوز رائجنسیوں کو کال کیا جائے ان سے مدد ماں گئی جائے صوبائی حکومت کے پاس ہمارے پاس جتنے وسائل ہیں اس میں جوتا خیری حر بے استعمال ہوتے ہیں وہ نہ ہوں اس سے ہم اپنے لوگوں کو اپنے عوام کو کس طرح سے مستفید کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! میں یہ کہوں گا کہ ہمارے صوبے میں جو خصوصی صورتحال ہے پھر اس کے خاض اضلاع میں جواب صورتحال ہے یہ سوال کے جواب میں آیا بھی تھا آپ کو علم ہے یا یاد ہو گا اس میں کوئی نہ، پشین، قلعہ عبداللہ اور لورالائی اور بعد میں قلعہ سیف اللہ اور یہاں پر خصدار، مستونگ اور اُس سے آگے فلات یہ جو ہمارے اضلاع ہیں ان میں اس وقت گھنے باغات ہیں ان اضلاع کا پانی یعنقریب خشک ہونے والا ہے۔ اور اُس کے سلسلے میں خشک سالی کی مد میں ڈیز بنانے کے لئے اس سے پہلے جو گورنمنٹ خنہیں اُن کی ترجیحات ہم سے زیادہ بہتر تھیں اور وہ زیادہ بہتر طریقے سے وہ بنوار ہے تھے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ اُس گورنمنٹ میں ایک ڈیم سبکوئی ڈیم جو آپ کے علاقے میں منظور ہوا تھا اُس کی ہائیٹ اور اُس سے زیر آب ہونے والا رقبہ وہ تھا تقریباً پچھیس ہزار اُس کی اب ہائیٹ کم کر کے ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: اسی میں یہ تھا سبکوئی والی تحریک آ رہی ہے اس کے بعد اس کو آپ چھوڑیں۔

عبدالرحیم زیارت والی: جی۔

جناب اسپیکر: وہ آ رہی ہے۔

عبدالرحیم زیارت والی: اچھا ایسے ہی بات کر رہا ہوں صرف اس حوالے سے چونکہ خشک سالی ہے اور ہمیں کیا کرنا ہے اُس حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔ اُس کی فیر ایسیلیٹی پر کہ ایک ڈیم جو منظور ہوا تھا اور اُس کے پیسے جو ہیں گھٹا دیئے گئے اب اُس کی ہائیٹ جو ہے وہ سوفٹ کر دیئے ہیں اور اُس سے زیر کاشت رقبہ چھ ہزار سات سو یکڑا ہو گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر! جس صورتحال کا ہمیں سامنا ہے اس میں اگر ہم نے فوری طور پر کوئی نہیں کیا اور کوئی نہیں کے تمام جو نالے ہیں تمام جو کچھ نہ ایریاز ہیں جہاں

جہاں پر ڈیم بنتے چاہیئے چیک ڈیم بنتے چاہیئے اور ٹریپنچر بنی چاہیئے جہاں پر کام ہونا چاہیئے وہ کام ہم نے آج تک شروع نہیں کیا ہے نہ ہم آج تک اس کام کے لئے سنجیدہ ہوئے ہیں۔ اور قدرت کی طرف سے مسلسل یہ جو آفات ہیں ہم پر مسلسل جاری ہیں۔ تو اس صورتحال میں ہمیں اپنے طور پر بھی وفاقی گورنمنٹ سے بھی اور اس کے علاوہ ڈوڑرا جنسیاں جو ہیں اسکے لئے ہمیں کام کرنا چاہیئے ہمارے ریڈیو پر ٹیلی ویژن پر گورنمنٹ کے طور پر اور اس کے علاوہ اخبارات میں یعنی الیکٹر انک میڈیا میں اور فرنٹ میڈیا میں جس صورتحال کا ہمیں سامنا ہے ہم نے بھی اس کی وہ جو تبلیغ کرنے تھے وہ ہم نے بھی چھوڑ دیئے ہیں اور شاید لوگوں نے بھی یہ سمجھا ہے دنیا نے بھی یہ سمجھ لی ہے کہ یہ صورتحال ٹل گئی ہے جبکہ صورتحال تنگیں ہو گئی ہے ابھی تک۔ تو اسیں میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ہماری تحریک التواء ہے اس کو آپ بحث کے لئے منظور کریں اس پر ہمارے دوسرے جو فاضل دوست ہیں وہ بھی اس پر بولیں گے اور اچھی تباویز اس پر آ جائیں گی پھر وفاق سے ہم کیا مطالبہ کر سکتے ہیں ڈوڑز سے کیا کر سکتے ہیں۔ الیکٹر انک اور فرنٹ میڈیا پر ہم اسکو کیسے اجاگر کر سکتے ہیں اور اس صورتحال سے دوسرے ممالک کو کیسے آگاہ کر سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے کیا اقدامات کر سکتے ہیں۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے جی مولانا صاحب! جی آپ بولیں گے اس پر۔

میر محمد عاصم گرڈ گیلو (وزیر مال): جی ہاں اس کا لنسر ڈنمنٹر نہیں ہے اگر آپ اجازت دیں تو بولوں۔

جناب اسپیکر: جی گلیو صاحب!

میر محمد عاصم گرڈ گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! جو ہمارے آزادیبل ممبر عبدالرحیم زیارت وال صاحب نے تحریک التواء نمبر 17 پیش کیا ہے یہ تو ایک حقیقت ہے اسپیکر صاحب! کہ گزشتہ سات سالوں سے جو بلوجہستان میں قحط سالی ہے وہ تو ایک حقیقت ہے۔ اسپیکر صاحب! ایک خدائی آفت ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جناب اسپیکر صاحب! جو ہمارے گزشتہ سات سالوں میں تقریباً اُسی ہزار مال

مویشیاں افیکٹ ہوئی ہیں کچھ ایریاز سے لوگ دوسراے ایریاز کو مائیگریٹ ہو چکے ہیں۔ ہمارے جو باغات تھے ہنہ اوڑک کے قلعہ عبداللہ کے لوارالائی کے ہمارے مستونگ سائینڈ کے درینگر کا نک کے یہ بالکل ختم ہو گئے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اسپیکر صاحب! اُسکے بعد پانچ چھ مہینے قبل جو ایک خدائی آفت آئی فلڈ کی صورت میں اُن میں بھی لوگوں کے کافی نقصانات ہوئے۔ عبد الرجیم زیارت وال صاحب اور میں اکٹھے تھے ہرنائی زیارت گئے جو ایک دو باشیں ہوئی تھیں اُس سے کافی جوز میندار ہیں اُنکے افیکٹ ہوئے تھے زمینات بندات وغیرہ۔ اُس کے لئے گورنمنٹ نے تقریباً ہرنائی زیارت کے لئے جو عبد الرجیم زیارت وال کی اسکیمات تھیں جو لوگوں کے، اُن کے لئے تقریباً دو کروڑ روپے حکومت نے دیئے۔ اُن پر بھی غالباً کام ہو رہا ہے۔ اچھا۔ پی سی ون وغیرہ اُس کی جو۔۔۔ اسپیکر صاحب! ہماری صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت اس کے لئے جو بھی ممکن ہوا اُس کے لئے اقدامات کیئے ہیں۔ تقریباً ہم نے ایک سو ٹھیس جو فلکیٹ ایریاز تھے۔ تقریباً جن علاقوں میں بینڈ پمپس لگنے تھے وہ بھی ہم نے لگائے۔ اس کے علاوہ ایک سو ایکس واٹر پمپز مہیا کیئے گئے ہیں اسپیکر صاحب! اور پی ایچ ای اس سلسلے میں ایک سو پانچ اسکیمات اور بنائے تھے جس پر ابھی implement ہو رہا ہے۔ مزید کارروائی کے لئے اسپیکر صاحب! جو ہمارے فیڈرل حکومت تھی جو دوزیرِ اعظم نے دو ارب روپے اعلان کیئے تھے اُس میں سے ایک ارب روپے انہوں نے بھیجے ہیں باقی کا بھی اُس نے کہا وعدہ نبھاؤں گا۔ جو ہمارے ڈیرہ ڈیکر اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو ہمارے سارے آزادیبل ممبرز کو ایک ایک کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ جو اپنے ایریاز میں جو فلکیٹ ایریا ہیں وہ ہمیں نشاندہی کریں۔ جو انہوں نے اسکیمات دی ہیں اُن پر ابھی implement ہو رہا ہے کچھ announce ہو گئے ہیں کچھ announce ہو گا۔ اسپیکر صاحب! اسی سلسلے میں جہاں پر delay action dams ہو وہ بنائے جا رہے ہیں۔ تاکہ یہ جو پانی ہے اس کو store کر کے اس سے جو لوگوں کے جو ہمارے فلکیٹ ایریاز ہیں اُن کیلئے سہولت

مہیا کیا جائے۔ اپنے صاحب! اس سلسلے میں جو خشک سالی سے ہمارے افکٹ ہوئے تھے بلوچستان کے تینیس اضلاع ان پر جو ہماری صوبائی حکومت کے تمام ۔۔۔۔۔

جناب اپنے صاحب! آپ اتنا بتا دیں کہ اس تحریک کو بحث کیلئے منظور کیا جائے یا نہیں؟ بحث تو بعد میں ہوگا اس پر۔ یعنی یہ تحریک ۔۔۔۔۔

میر محمد عاصم کرد گیو (وزیر مال): اپنے صاحب! اس کو زیارت وال صاحب اگر کہتے ہیں یہ تحریک اتواء نہیں بنتی ہے اسکو قرارداد کی اگر صورت میں لاتے ہیں بالکل ٹھیک ہے ہم اسے سپورٹ کریں گے۔ اس میں جو ہمارے لوگوں کے تینیس اضلاع جو خشک سالی سے افکٹ ہوئے تھے وہ سارے اضلاع میں ہم نے وہ جتنے گورنمنٹ کے ٹیکس وغیرہ تھے وہ ہم نے معاف کر دیئے ہیں معطل کر دیئے ہیں۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈی پی اپنے صاحب!): جناب اپنے صاحب! یہ زیارت وال صاحب کی بات صحیح ہے کہ قحط سالی ہوئی اسکے بعد بارشیں بھی ہوئیں اور حکومت جیسا کہ ابھی منستر صاحب نے فرمایا ہے جو کچھ ممکن ہو سکتا ہے حکومت نے قحط سالی کے خاتمے کی خاطر اقدامات اٹھائے ہیں۔ ڈیپر کرڈریہ کے پروگرامز ہیں وزیر اعظم کی طرف سے ریلیف پیکچن آیا ہے تمام ممبروں کی نشاندہی پر یہ اسکیمیں دی جا رہی ہیں اسکے علاوہ مولانا واسع صاحب بار بار ہمیں کہہ رہے ہیں کہ آپ جلدی اسکیمیں دیں تاکہ باقی پیسے بھی آئیں۔ تو حکومت already اس پر اقدامات کر رہی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ حکومت نے نظر انداز کر دیا ہے حکومت کو اس بات کا احساس ہے۔ اگر تو حکومت نہ کر رہی ہو پھر تو زیارت وال صاحب کی بات ۔۔۔۔۔

جناب اپنے صاحب! او کے۔ بھوتانی صاحب!

محمد اسلم بھوتانی (ڈی پی اپنے صاحب!): حکومت already اس پر بہت کچھ کر رہی ہے۔

جناب اپنے صاحب! زیارت وال صاحب نے بھی صرف اتنا کہا ہے کہ اگر اسکو بحث کے لئے منظور کیا جائے تو تجاویز مختلف حکاموں سے آئیں گی۔

میر محمد عاصم کرڈیلو (وزیر مال): جو پچھلے چار پانچ مہینوں سے فلڈ زآئے تھے جو ہمارے ہاں باشیں

ہوئی تھیں جو لوگوں کے نقصانات ہوئے تھے اُس کو آپ جانتے ہیں زیارتوال بھی جانتے ہیں ہمارے سے جو کچھ ہوس کا جو ہماری مرکزی حکومت صوبائی حکومت اُس میں ہم نے لوگوں کو جو ہمارے فرست ایڈ وغیرہ دیئے ہیں اُسکے بعد بھی ہم نے جو اقدامات تھے وہ ہم نے کیئے ہیں۔ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں اسپیکر صاحب! انشاء اللہ جو مکن ہو سکے جہاں پر زیارتوال کہتے ہیں پانی نہیں ہے ٹینکروں میں بھی ہم نے ریلیف فنڈ سے وہاں پانی پہنچا دیئے ہیں اور جس تحریک میں لوگوں کو پانی نہیں ہے وہاں ہم ٹریکٹروں کے ذریعے پانی سپلائی کر رہے ہیں۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ عبد الرحیم زیارتوال اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے اور اُس میٹنگ میں پیش کردیں ہم اُس پر غور کریں گے۔ thank you sir.

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر! گزارش ہے کہ ایک ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ بلوچستان کی ایک متفقہ آواز جانی چاہیے۔ اس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا مسئلہ نہیں یہ جو ہمارے پینے کا پانی ہے زراعت تو بعد میں آتی ہے۔ یہ بہت خطرناک حد تک پیچیدہ ہو گیا ہے اور وفاقی حکومت کے میگا گا پرائیلیس بھی ناکام ہو گے اگر یہ پانی نہیں ہو گا۔ میری آپ کے توسط سے قائد ایوان جو اس وقت موجود نہیں ہیں سینئر صوبائی وزیر صاحب تشریف فرمائیں۔ قائد حZF اختلاف کپکول علی صاحب سے گزارش ہے جس میں آپ نے اپناروں بھی ادا کرنا ہے۔ میں ایک تجویز دونگا پھر اس کو آگے کس طرح لیتے ہیں۔ میری گزارش دو تین امور پر ہے آپ کو اسمبلی کا اسپیشل سیشن بلوانا پڑے گا۔ جس میں متفقہ قرارداد ایں اٹھانی پڑیں گی یہاں سے پاس کرا کر اسلام آباد چلنے پڑے گا۔ کیجوئی کے ساتھ کام ہو گا ورنہ کچھ نہیں ہو گا صرف نشستاً برخاستاً ہوتا ہے گا شکریہ!

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! میری بھی تحریک پانی سے متعلق تھی میرے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے جو کہ میں نے ۲۲ اپریل ۲۰۰۷ء کو جمع کرائی تھی۔ وہ آج بھی ٹیبل نہیں ہوئی جبکہ وہاں مسئلہ اتنا گھم بیہر ہو چکا ہے کہ اروپے ۲۰۰ روپے پانی کا ڈرم فرودخت ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: رند صاحب! آج کی تاریخ میں آپ کی ایک تحریک آئی ہوئی ہے۔ جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اپیکر! میں نے جو تحریک التواء پیش کی ہے اس کا کسی فرد یا علاقے سے تعلق نہیں بلکہ اس کا مجموعی طور پر پورے صوبے سے تعلق ہے اور ہم سب کا تعلق اس صوبے سے ہے۔ اور ہر معزز رکن کو بخوبی علم ہے کہ ہمیں کس صورتحال کا سامنا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ اس پر زور نہ دیں اگر میں اس پر زور نہ بھی دوں مسئلہ تو اپنی جگہ موجود ہے گا۔ جبکہ ابھی تک میں نے اس کے حق میں تفصیل سے دلائل بھی نہیں دی ہیں۔ اگر ڈوپر ایجنسیوں سے بین الاقوامی اداروں سے وفاق سے اور خود ہماری صوبائی گورنمنٹ پانی کے اسٹوრیج کے لئے پلان بنائے۔ اگر بارش ہو جاتی ہے بعض علاقوں میں پانی کی سطح بحال کر سکتی ہے۔ چونکہ اس وقت جس صورتحال کا ہمیں سامنا ہے۔ جناب اپیکر! اس کے لئے پیشکی اقدامات اٹھانے چاہئے۔

جناب اپیکر: مولانا صاحب میرے خیال میں اور زیارتوال صاحب کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ اگر یہ بحث کے لئے منظور ہو جائے اور مختلف اراکین اسمبلی کی تجوادیز اس پر آجائیں اور ان تجوادیز کی روشنی میں اس کے لئے لائچ عمل طے کیا جاسکتا ہے۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): جناب اپیکر! کچھ معاملات اس طرح ہیں۔ جس طرح جان محمد جمالی صاحب نے کہا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا مسئلہ اس کو نہ بنایا جائے بلکہ یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے اور حقیقت بھی ہے۔ اور ان مسئللوں کے لئے کوئی بھی رکن اسمبلی نشاندہ ہی کرے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آگے بڑھانے کیلئے اور اپنی آواز کو اداروں تک پہنچانے کے لئے ہم سب کو ایک ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ مناسب چیز ہے اس تحریک التواء کو قرارداد کی شکل میں تبدیل کرے اور اس پر مزید غور و خوض کرنے کے لئے اگر سیمنار کا اہتمام کیا جائے تو یہ بھی خوش آئند بات ہے۔ میں ایک بار پھر اپنی بات کو دو ہر اہوں گا کہ اس کو قرارداد کی شکل میں تبدیل کیا جائے۔

جناب اپیکر: مولانا صاحب! ٹھیک ہے تحریک التواء بحث کے بعد قرارداد کی شکل میں تبدیل ہو گی۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ آیا تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے؟ جوار اکین اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں (تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی) تحریک کو قاعدہ ۲۵ (۲) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہے لہذا مورخہ ۳۰ اپریل ۲۰۰۴ء کے اجلاس میں دو گھنٹے بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔

کچکوں علی ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! میری بھی ایک تحریک تھی گواہ میں زمینوں کی بندربانٹ سے متعلق اس پرفیڈرل منٹر نے بھی ایک statement دیا تھا۔ گواہ بلوچستان کا سب سے حساس مسئلہ ہے۔
جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

جناب اسپیکر: وزیر صحت مسودہ قانون نمبر ۳ کی بابت تحریک پیش کریں۔
حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ نظام قانون بلوچستان غیر سرکاری، خجی، ذاتی اور انفرادی ہسپتال کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔
جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ نظام قانون بلوچستان غیر سرکاری، خجی، ذاتی اور انفرادی ہسپتال کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔ (تحریک منظور ہوئی)
اب وزیر صحت مسودہ قانون نمبر ۳ مصدرہ ۲۰۰۳ء کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ نظام قانون بلوچستان غیر سرکاری، خجی، ذاتی اور انفرادی ہسپتال کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ نظام قانون بلوچستان غیر سرکاری، خجی، ذاتی اور انفرادی ہسپتال کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء کو منظور کیا جائے۔ تحریک منظور ہوئی نظام قانون بلوچستان غیر سرکاری، خجی، ذاتی انفرادی اور ہسپتال کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء منظور ہوا۔

اب وزیر صحت نظام قانون بلوچستان محفوظ انتقال خون کا مسودہ قانون نمبر ۳ پیش کریں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): میں نظام قانون بلوچستان محفوظ انتقال خون کا مسودہ قانون نمبر ۳ پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ وزیر صحت مسودہ قانون نمبر ۳ مصدرہ ۲۰۰۳ء کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): میں تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ نظام قانون بلوچستان محفوظ انتقال خون کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کا راجحہ ۷۱ء کے قاعدہ ۸۳ کے

متفقیات سے مستثنی قرار دیا جائے۔

جناب اپیکر: تحریک یہ ہے کہ نظام قانون بلوچستان محفوظ انتقال خون کا مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۳ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۷۱ء کے قاعدہ ۸۲ کے متفقیات سے مستثنی قرار دیا جائے۔ سوال یہ ہے تحریک منظور کی جائے (تحریک منظور ہوئی)۔

جناب اپیکر: جناب محمد اسلم بھوتانی، میر امان اللہ نو تیزی، میر شعیب نوشیروانی، جناب چکول علی ایڈوکیٹ، جناب جان محمد بلیدی، جناب رحمت علی بلوچ، جناب بستت لال گشن، میر شیر بادینی، جناب عبدالرحیم زیارت وال، جناب شفیق احمد خان اور میر جان محمد جمالی صاحب میں سے کوئی محرک مشترک قرارداد نمبر ۱۸ پیش کرے۔

مشترکہ قرارداد نمبر ۱۸

جان محمد بلیدی: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سپریم کورٹ کی جانب سے اخباری مالکان کی درخواست مسٹر دہونے کے باوجود اخباری صنعت کے کارکنوں کو ساتویں و تج بورڈ ایوارڈ کے مطابق تنخواہوں کی ادائیگی نہ کرنے کا کوئی قانونی و اخلاقی جواز نہیں۔ لہذا وفاقی حکومت صوبہ بلوچستان میں راجح العمل میڈیا پالیسی کے طرز پر ساتویں و تج بورڈ ایوارڈ کو فی الفور نافذ کیا جائے۔ نیز سرکاری اشتہارات کو بھی ساتویں و تج بورڈ ایوارڈ سے مشروط کیا جائے۔ اور ساتھ ہی سابقہ دور حکومت کی کابینہ کے فیصلے کے مطابق صوبائی حکومت بھی میڈیا پالیسی پر اصلی تقاضوں کے مطابق عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے تاکہ عامل صحافیوں اور اخباری کارکنوں کے حقوق کا تحفظ یقینی ہو۔

جناب اپیکر: مشترکہ قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سپریم کورٹ کی جانب سے اخباری مالکان کی درخواست مسٹر دہونے کے باوجود اخباری صنعت کے کارکنوں کو ساتویں و تج بورڈ ایوارڈ کے مطابق تنخواہوں کی ادائیگی نہ کرنے کا کوئی قانونی و اخلاقی جواز نہیں۔ لہذا وفاقی حکومت صوبہ بلوچستان میں راجح العمل میڈیا پالیسی کے طرز پر ساتویں و تج بورڈ ایوارڈ کو فی الفور نافذ کیا جائے۔ اور ساتھ ہی سابقہ دور حکومت کی کابینہ کے فیصلے کے مطابق صوبائی حکومت بھی میڈیا پالیسی پر اصلی تقاضوں کے

مطابق عمل در آمد کو لینی بنا یا جائے تاکہ عامل صحافیوں اور اخباری کارکنوں کے حقوق کا تحفظ لینی ہو۔
محکیں میں سے کوئی اس کی admissibility پو بولنا چاہیے۔

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): سر! گزارش ہے کہ ہم سب اس پر بولنا چاہیے ہمیں دو چار منٹ سب کو دیں
یہ بہت اہم قرارداد ہے ہم سب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار شناع اللہ زہری: جناب! یہ مشترکہ قرارداد ہے اس کو ہم سب منظور کرتے ہیں بولنے کی اس میں کیا
ضرورت ہے۔

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): ہر ایک کو اظہار رائے کرنی چاہیے میرے خیال میں۔
سردار شناع اللہ زہری: مشترکہ قرارداد ہے۔

جناب اسپیکر: اگر مشترکہ قرارداد ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ مشترکہ قرارداد منظور کی جائے جو معزز اکائیں
قرارداد کے منظوری کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں (مشترکہ قرارداد منظور ہوئی)

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): سر! روز نامہ عبرت اخبار سنہدھ کا ایک بہت بڑا اخبار ہے اور ابھی ہمیں پتہ
چلا ہے کہ کچھ دن پہلے نواب شاہ میں اس کا ایک صحافی رپورٹر تھا ذوالفقار ان کو پولیس نے تشدد کیا ہے اور
جہاں وہ اپنی صحافتی ذمہ داریاں سرانجام دے رہا تھا اور اس عبرت کے رپورٹر کے بارے میں سنہدھ اسمبلی
نے بھی ایک قرارداد منظور کی ہے میں آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو
کہ وہ بھی حکومت سنہدھ سے سفارش کرے کہ اس کی فوری تحقیقات کی جائیں۔

جناب اسپیکر: تحریر میں کوئی چیز تو لا و پھر ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ اچھا اب تو کارروائی ختم ہوئی
زیر وہاور کے لئے کیا پروگرام ہے۔ تو جس جس نے تقریر کرنی ہے وہ ہاتھ اٹھائے۔ زیر وہاور پر پانچ پانچ
منٹ۔ یہ نام نوٹ کر دے۔ جی جان محمد صاحب!

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر! یہ زیر وہاور سے تعلق نہیں رکھتی یہ بڑی انٹرستنگ چیز ہے ہمارے جو صحافی
ہے قلم کار وہ ہمارے منہ سے سننا چاہتے تھے کہ کیسے ان کے مالکوں کی گفت بننے کیونکہ وہ نہیں چاہتے ہیں
ہمارے منہ سے سننا چاہتے تھے کہ کیسے ان کی ہم گت بنائیں۔

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): اب ایسی قرارداد میں کیا ہے لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے کہ قرارداد میں کیا ہے

یہی تو میں آپ سے گزارش کر رہا تھا کہ دوچار منٹ بولتے منظور تو ہو گئی ہے۔

جناب اسپیکر: اب منظور تو ہو گئی قرارداد۔

محمد اسلام بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): ان کے مالکان کو پتہ چلتا کہ اسمبلی ان کے ساتھ ہے ابھی منظور ہو گئی۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! ہمارے صحافی کے معاملے پر اتنا مکمل اعتماد ہے کہ اس پر کوئی چوں چرا بھی نہیں کرتے ہیں چوں چرا کے بغیر ہم لوگوں نے منظور کیا اور آگے ہم کیا کریں ان پر ہمارا مکمل اعتماد ہے۔

جناب اسپیکر: میں صحافیوں سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں ان کے حق میں تو مشترکہ قرارداد پاس ہوئی۔ صحافی حضرات سے ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ آپ بیٹھیں بہت مہربانی۔ صحافی حضرات کا بہت مہربانی۔ مولانا صاحب! صحافی حضرات کا شکریہ ادا کریں کہ انہوں نے بات مان لی اور بیٹھ گئے ان کے ساتھ انشاء اللہ ہم ہر مسئلے میں ساتھ دیں گے۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): میرے خیال میں صحافی کو کوئی ناراض نہیں کر سکتے ہیں اور وہ ہمارا شکریہ ادا کریں کہ ہم نے ان پر اتنے اندھا اعتماد کر لیا کہ وہ جو کچھ مانگتے ہیں اور ہم نے ان کو قبول کر کے بغیر چوں چرا کے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارا شکریہ ادا کریں کیوں کیوں وہ اٹھ کے چلے گئے۔ اور اگر ہم ان پر بحث کر لیتے اور اس طرح دیکھ لیتے کہ اس میں کیا چیز ہے تو ہم نے اندھا اعتماد کر کے کیونکہ ہم نے اس کے مسائل کو تفصیل سے سمجھ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارا شکریہ ادا کریں۔

جناب اسپیکر: او کے جی جان محمد صاحب!

جان محمد بلیدی: جس طرح سراج تحریک التواء بھی میں نے پیش کی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کیونکہ جو گوادر میں زمینوں کا مسئلہ ہے وہ پیچیدہ شکل اختیار کرتا جا رہا ہے ابھی اس وقت جو آپ ہمیں زیر وہاور کا سر! ٹائم دیتے ہیں میری ایک تجویز تھی آپ سے کہ اس کو اجلاس کے شروع میں رکھ جس طرح سندھ اسمبلی اور دوسری جگہ ہے سر! ابھی دیکھئے جب ہم بات کرنے جا رہے ہیں تو تمام منستر اور ذمہ دار افراد نہیں ہیں۔ تو بہر حال ہم صحافیوں کے حوالے سے آپ کے توسط سے اپنی یہ جو گزارشات ہیں عوام تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ گوادر میں جو مسئلہ ہے اس وقت زمینوں کا وہ

پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے اور وہاں جو ریونیوڈی پارٹمنٹ ہے سر! اس نے انڈھیرنگری مچا رکھی ہے جس کا اظہار مختلف اخبارات میں جو میرے ہاتھ میں ہے بلوجستان کا انہتائی اہم اخبار انتخاب کے تین چار شماروں میں ہمارے سامنے آیا ہے ایک جگہ پر سر! آپ دیکھیں 25 راپریل کو خود وزیر خزانہ شوکت عزیز نے کہا ہے کہ زمینی ملکیت کے تنازعات کے باعث بلوجستان میں سرمایہ کاروں کو مشکلات کا سامنا ہے سر! یہ چھوٹی بات نہیں ہے یہ وزیر خزانہ کہہ رہے ہیں اس کے معنی ہے کہ بلوجستان میں گوادر میں جہاں ہماری سب کی نظریں ہیں جہاں ترقی کی بات کرتے ہیں جہاں روزمرہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ باہر سے سرمایہ کار آئیں اور بلوجستان گورنمنٹ خود اس بات پر مظہر ہے کہ وہاں ہمیں زمینیں نہیں ہیں لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند صرف ریونیو آفیسران اپنی من مانی لگائے ہوئے ہیں اور اسی دن کے اخبار میں پیچھے آپ دیکھیں گے کہ تحصیلدار کے خلاف جو جس نے وہاں گند مچا رکھا ہے زمینوں پر قبضہ کر رہے ہیں اور جو اصل وارث ہے زمینوں کے ان کو نہیں دیے جا رہے ہیں ان کی بجائے صرف بااثر چند شخصیات کو نوازا جا رہا ہے تو لوگوں نے پورے شہر میں ہڑتال کی ہوئی تھی۔ ہڑتال سر! تحصیلدار کے اس رویے کے خلاف یا ریونیوڈی پارٹمنٹ کے اس رویے کے خلاف ہوئی ہے اس کے علاوہ جب آپ دوسرے دن کا اخبار اٹھاتے ہیں 26 راپریل کا تو اسی میں ایک ایم ایم اے کے سینٹر اسما عیل بلیدی کا بیان ہے کہ گوادر کے ہزاروں ایکڑ اراضی کی الامنٹ کو منسون خ کیا جائے یعنی وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں جو الامنٹ جس طرح کی جا رہی ہے جس طرح ریونیوڈی پارٹمنٹ وہاں انتقال کر رہا ہے وہ بالکل بوس طریقہ ہے اور اس بوس طریقے سے عوام کو نجات دیا جائے اور اسی دن سر! ایک ذمہ دار اخبار کے اپنے رپورٹر کی رپورٹ ہے کہ گوادر میں بندوبست اراضی کا عمل روکھنا۔ سر! اس میں جب ہم آگے دیکھیں گے تو واضح طور پر انہوں نے کہا ہے کہ اراضی کا جو تنازع ہے اس میں گوادر کے کئی اضلاع جات میں اصل حقداروں کو محروم کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل بھی ہے اور اسی دن سر! ابی ترابی کا بھی بیان ہے اور تحصیلدار کے خلاف جو ہے اور اس عمل کے خلاف ہڑتال کی رپورٹ ہے۔ سر! اسی حوالے سے جب ہم کچھ دن پہلے کی طرف جاتے ہیں 18 راپریل کو ناظم گوادر حمید بلوج کا باقاعدہ بیان ہے کہ سنگھارہاؤ سنگ اسکیم میں من پسند افراد کو پلاٹوں کی الامنٹ کی جا رہی ہے۔ سر! یہ وہ بیانات ہیں جو اخبارات نے چھاپے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ کچھ

اور دستاویزات بھی میں آپ کے سامنے لانے کی کوشش کروں گا جو ضلعی حکومت نے باقاعدہ پاس کیا ہے اس کے اہم دستاویزات میں ایک یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے وزیر مال کو کہ موضع زبادی دین، موضع چھاتانی بل جیونی، موضع پسندی اور موضع کپر میں ہزاروں ایکڑ اراضی غیر مستحق افراد جن کے نہیں تھے باہر کے لوگوں کو الٹ کیا گیا یہ باقاعدہ سر! اس کا فیصلہ ہے ضلعی کوئسل کا اور اس میں انہوں نے سفارش کی ہے کہ جو ذمہ دار اسٹبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ ان بے قاعدگیوں میں ملوث ہے اس کو فوی طور پر روکا جائے اور حقداروں کو حق دیا جائے۔ اور اسی کے ساتھ میرا ایک اسٹینٹ ہے جو انہوں نے لکھا ہے کہ سینٹر ممبر ریونیو نو ناظم نے جس میں انہوں نے انکو اری کے لئے کہا گیا ہے کہ ضلع گودار میں جو معاملات ہیں بے قاعدگیوں پر ان کے حوالے سے ہیں۔ اور اس میں اس بات کا انکشاف ہوا ہے کہ سٹینٹ کے دوران موضع زبادی دین، چاتانی بل، علیینڈ اور کپر میں دھاند لیاں اور بے قاعدگیوں سے کام لیا ہے جس سے علاقے کے عوام سخت پریشان ہیں ان متعلقہ آفیسران اور اہلکاران کا مزید ضلع ہذا میں قیام مزید پریشانیوں اور اندریشوں کا سبب بنے گا۔ اور عوام ہر ظلم و زیادتی میں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا واسع صاحب! آپ نوٹ کرتے رہیں۔

جان محمد بلیدی: تو انہوں نے کہا ہے کہ جو انکو اری ان کی موجودگی میں صحافتی انکو اری ہے اور حقوق کے حقداران کو جو واپسی ہے وہ ممکن نہیں ہے ان تمام خدشات کے باوجود سر! ہم دیکھ رہے ہیں کہ پسندی میں باقاعدہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے وہاں دوبارہ سلطمنٹ شروع کر دی ہے اب اس صورتحال میں جہاں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور آپ نے دیکھا ہو گا کہ باقاعدہ نیب میں بھی کیس ہے کہ ایک پنجابی کو 1800 ایکڑ جو بلوچستانی نہیں ہے اس کو الٹ ہوا جس پر نیب بھی تحقیقات کر رہی ہے اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ خود بھی اس کی تحقیقات کر رہا ہے اور وہ لوگ پیش ہیں سر! اس صورتحال میں ہماری آپ کی سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ہوش و حواس سے کام لیں اور وہاں جو گڑ بڑ ہو رہی ہے دیکھے جی گودار کی زمینوں کی قیمتیں لگی ہوئی ہیں ابھی ہم دیکھیں پسندی کی بات ہے پسندی میں جن اراضیات پر قبضہ کیا جا رہا ہے وہ سرکاری ہیں سر! زیادہ تر سرکاری ہیں اور اس میں لوگوں کی ہیں یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے آفیسران خود کہہ رہے ہیں لوگوں کو آپ جا کر کے یہاں لکیر لگائے اور یہ ہم آپ کو دینگے۔ وہاں اس طرح کی صورتحال سامنے آئی ہے اور

اس صورتحال میں میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت بلوچستان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہاں جو غلط صنعت ہو رہی ہے یہ چار موضع کا میں نے نام لیا ہے۔ اور ساتھ میں اس وقت پسندی میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی صورتحال انتہائی بھیانک ہے میں چاہتا ہوں یہ کہ ان کا جو فائل سٹیمینٹ ہوا ہے اس میں نظم کا لیٹر بھی ہے تو اس میں انہوں نے ریکوویسٹ کی ہے کہ بندوبست کو جنتی حکم ہوا ہے اس کو لینسل کیا جائے اور یہ جو ریونیو اسٹاف اس وقت جو وہاں موجود ہے اس کو فوری طور پر ضلع سے نکالا جائے اور ایک صاف ستری انکو اڑی کمیٹی بنائی جائے اور لوگوں کو جوز میں کے اصل حقدار ہیں ان کو دیا جائے۔

جناب اسپیکر: سردار محمد اعظم موسی خیل صاحب! اس میں ایک چیز کا خیال رکھیں زیر وہاں میں ایک ہی مسئلہ پر بات کرنا ہے۔ مختلف نہیں۔

سردار محمد اعظم موسی خیل: جناب اسپیکر صاحب! میں نے ایک سوال ٹیبل کیا تھا ابجکشن کے حوالے کہ برطانیہ کے دور میں پر امری اسکول غوریہ قدیم کو اب تک ڈل کا درجہ نہیں ملا ہے میرے ضمنی سوال کے حوالے سے منظر ابجکشن نے اعلان کیا تھا کہ اس اسکول کو میں نے آپ گرید کر دیا ہے لیکن اعلان کے باوجود جناب کی روائی بھی تھی کہ ایک ضمنی سوال پر آپ اسکول آپ گرید ہو گیا ہذا آپ آگے نہ چلیں ابھی تک وہ وعدہ پورا نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: نوٹ کیا۔ ڈاکٹر شعاع الحق!

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسے آپ نے کہا مختصر بات کرے۔ ایک تو یہاں قائد ایوان صاحب تو نہیں ہیں تو مولانا صاحب بیٹھے ہیں آپ کے توسط سے اور مولانا صاحب کے توسط سے معزز اکان اسٹیبلی کے توسط سے میں یہ کہوں گی کہ جب بھی ہم چھاؤں سائیڈ پے یا ائر پورٹ جاتے ہیں دونوں پہلے کی بات ہے کہ جب ہم جاری ہے تھے تو آرمی کی چینگ ہونے لگی اور انہوں نے ہمیں روکا ہم نے اپنی شناخت کرائی کہ بھی ہم ایکم پی اے ہیں اور بلوچستان کے عوام میں سے ہمارا تعلق ہے ہم یہاں کے باشندے ہیں بلوچستان ہمارا اپنا علاقہ ہے اور لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہمیں روکا اور ہمارے ساتھ بھی تھے اسلام اباد کے اور انہوں نے ہمیں واپس جانے کے لئے کہا کہ آپ آگے جائی نہیں سکتے ہیں جب ہم نے شناخت کرائی اپنا ایڈنٹی کارڈ دکھایا اور سب کے باوجود بھی ان کا رویہ جو ہے ہمارے

سیویں کے ساتھ ہمارے بلوچستان میں رہنے والے ہمارے عوام یہ بھائی ہیں ان کے ساتھ ایک بہت برا سلوک ہوتا ہے تو آپ اس پر نوٹس لیں اور ان کو کہیں کہ جب ہم اپنی شناخت کر لیتے ہیں تو آپ انہیں آگے جانے دیں انہوں نے ہمیں اور ہمارے گیست کو واپس کیے ہمیں بہت شرمندگی اٹھانا پڑی اس پر آپ پلیز ضرور ایکشن لیں۔

جناب اپسیکر: او کے - سابق ایم پی اے مولانا محمد اسحاق خوئی صاحب ہمارے بزرگ ہیں وہ ہماری کارروائی دیکھنے کے لئے آئے ہیں، ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ محمد نسیم تریالی صاحب!

محمد نسیم تریالی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپسیکر! میں ایک محض سامنہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ٹریڈری پیپر والے اس پر عمل کریں گے جناب والا! قلعہ عبداللہ کے ضلع میں اس وقت 25 سے زائد ایف سی کی چیک پوٹھیں ہیں وہاں پر نہ تو کوئی کارخانہ ہے اور نہ روزگار کے کوئی دوسرے وسائل ہیں کہ لوگ روزگار کرے وہاں پر لوگ چمن سے کوئی تک اپنے گھروں کے لئے کوئی گھنی کا ذہبے لے آتے ہیں کوئی اور چیز خود نی اشیاء لے آتے ہیں تو ایف سی کی جو چیک پوٹھیں ہیں یہ لوگ اسے تنگ کرتے ہیں اس بہانے کے سے مگنگ ہوتے ہیں دھنگر دیتے ہیں فلاں آتے ہیں میری تجویز ہے چونکہ ایک بارڈر والا ضلع ہے چمن کے ساتھ کہ آپ بارڈر کو مضبوط کر لیں جو سے مگنگ ہے جو کچھ بھی ہے ادھری آپ روکا لیں ابھی چمن جیسا کہ ایک شہر ہے اسی صوبے اور اسی پاکستان کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہی کہہ دیں لوگ اپنے گھروں کے لئے کچھ نہیں لاسکتے۔ تو ایف سی کے حوالے سے میری ایک اور گزارش ہے کہ قلعہ عبداللہ کے قریب کلی زیارت ہے جہاں پر ایف سی کی ایک چیک پوست ہے ایف سی والوں نے تو چیک پوست لگائی ہے مگر یہ لوگ سیر و فربیع کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھتے ہیں میں نے ایک دو دفعہ پہلے بھی گزارش کی کہ بھتی یہ لوگ جو پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھتے ہیں نیچے کلی زیارت ہے اس کے سارے گھر نظر آتے ہیں وہاں کے نیچے وہاں کی عورتیں وہاں کے لوگ بالکل باہر نہیں آسکتے تو میری یہ گزارش ہے کہ خاص کر یہ ایک مسئلہ کے تحت آپ آئی جی ایف سی سے بات کر لیں کہ کم از کم اور پوٹھیں تو ہم نہیں ہٹا سکتے ہیں اس پر تو آپ عمل نہیں کرتے لوگوں کو مارتے ہیں حالانکہ ایف سی کے خلاف ہم زیادہ بات کرنا نہیں چاہتے مگر یہ کلی زیارت کا میں نے بار بار ادھر بولا بھی ہے ریکویسٹ بھی کی ہے کہ چادر اور

چار دیواری کی پامالی ہو رہی ہے۔ مولوی صاحب! آپ خود وہاں کی Visit کر لیں اگر ہماری بات غلط تھی تو بالکل آپ نہ ہٹائیں جو چیک پوسٹ ہے ایف سی والوں کو کہہ دے کہ اس پوسٹ پر بیٹھ جائے اور پر نہ بیٹھے۔ مہربانی جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: شمینہ سعید!

محترمہ شمینہ سعید: شکر یہ جناب اسپیکر! میں جو بات کرنا چاہ رہی ہوں اور جو ٹائم آپ نے دیا ہے ویسے عام طور پر جو ہم اس مسئلے کو بہت نظر انداز کرتے ہیں لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور میں آپ کے توسط سے چاہوں گی کہ اگر میں اس ایوان میں میں اس مسئلے پر بات کر رہی ہوں اس کے اوپر کچھ عمل درآمد بھی ہونا چاہئے جناب اسپیکر! یہ مسئلہ ہے جو یہاں پر لوکل بسیں چل رہی ہیں کوئی شہر میں مسئلہ یہ ہے جو خواتین لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں بہت ہی غریب اور ایسا پسا ہوا طبقہ ہے ان خواتین کا تبوں والے کیا کرتے ہیں صحیح جو سات بجے بس نکلتی ہے اس میں ان خواتین کو نہیں بٹھاتے۔ بلکہ ان کی جگہ پر بھی مردوں کو بٹھایا جاتا ہے تو وہ ایک تو اپنے کام پر دیر سے پہنچتی ہیں یہ بھی ظاہر ہے ان کو مسئلہ ہوتا ہے تو ان کے ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی شکایت ہے کہ بس والوں کا رو یہ کنڈ کیٹر کا اور ڈریور کا ان کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا۔ اور بیہودہ قسم کے گانے جو ہیں وہ بجائے جاتے ہیں تو یہ مسئلہ کافی دنوں سے جو خواتین ہیں ہمیں بتا رہی ہیں اور ہم نے بار بار جو متعلقہ حکام تھے ان کی توجہ دلانے کی کوشش کی لیکن بے سود ثابت ہوا اور اب یہ مسئلہ میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھ رہی ہوں کہ آپ اس سلسلے میں کچھ کریں کہ ایک تو صحیح کے وقت ان خواتین کو بیٹھنے کا حق ہے کہ وہ اپنی Job پر جا رہی ہیں تو ان کو حق دیا جائے اور ان کی جگہ مردوں کو نہ بٹھایا جائے اور بعض بسوں میں پردے کا بھی صحیح انظام نہیں ہے تو جناب اسپیکر! یہ جو مسئلہ ہے میں آپ کے توسط سے چاہوں گی کہ جو متعلقہ حکام ہیں اس پر فوری طور پر اس کا نوٹ لیں اور عمل درآمد کروائیں اور بعض کنڈ کیٹر جو ہے وہ ہمیں ایسے سمجھتے ہیں کہ فقیروں سے بھی برا حال ہے حالانکہ وہ کہتی ہیں ہم بھی محنت کرنے کے لئے نکلتی ہیں اپنے گھروں سے اور یہ جو بسوں میں سفر کرنے والی خواتین ہیں یہ زیادہ تر لوڑ طبقے سے ہیں مُدل طبقے سے ہیں۔ تو کیا ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک میں اپنے صوبے میں اپنے شہر میں آرام سے سفر کر سکیں اگر ان کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں ان کے پاس

اگر کوئی اپنی ذاتی سواری نہیں ہے تو کیا ان کا حق نہیں ہے کہ وہ ان بسوں میں آ رام سے سفر کر سکتے۔ پھر ظاہر ہے ان کی بھی اپنی عزت ہے وہ کسی سے بھیک مانگ کر نہیں کھارہی وہ لوگوں کے گھروں میں بے شک برتن مانجھتی ہیں یا کپڑے دھوتی ہیں لیکن محنت کرنے میں بھی ایک عظمت ہے جناب اپیکر! اس معزز ایوان میں آپ کے توسط سے متعلقہ حکام جو ہیں جن کو بار بار ہم نے توجہ بھی دلائی ہے ایک تو شاید ہماری بات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی ہے کہ اس پر کوئی فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے اور گانے جو ان بسوں میں مجھتے ہیں ان کو بند کیا جائے خواتین کے لئے جو علیحدہ پردے کا انتظام ہے کہ وہ الگی سائیڈ پر ٹھیٹھیں اور ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے بلوچستان میں شاندار روایت ہے کہ بسوں میں خواتین کا احترام کیا جاتا ہے اور ان کو علیحدہ جوان کی سیٹھیں ہیں ان پر بٹھایا جاتا ہے لیکن آج صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ وہ خواتین خود اتنی پریشان ہو چکی ہیں کہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے ڈریور اور کنڈ کیٹر جو ہیں ان کا رو یہ انتہائی خراب ہوتا ہے۔

جناب اپیکر: او کے۔ اختر حسین لانگو!

اختر حسین لانگو: شگریہ جناب اپیکر! سب سے پہلے میں اس ایوان کے نوٹس میں مرک مارکر کی ایمپلائیز یونین کا جو ایک مسئلہ ہے لانا چاہتا ہوں جن کوڈیوٹی کے دوران پولیس اور بی آر پی کے جوان اٹھا کر لے گئے ہیں اور کئی دنوں سے وہ جیل میں ہیں بغیر کسی کیس کے وہ بند ہیں اور جیل میں آج بھی وہ بھوک ہڑتال پر ہیں جب نیلوفر بختیار صاحب نے جیل کا دورہ کیا تھا تو اس دن جیل انتظامیہ اور پولیس نے اپنے اس ناروا سلوک کو چھپانے کے لئے ان ایک سو سولہ ملاز میں کو جیل سے نکالا اور شہر کی سڑکوں پر گھماتے رہے اور جب تک ان کا دورہ جیل مکمل نہیں ہوا جب وہ جیل کا دورہ مکمل کر کے واپس چلی گئیں تو ان کو واپس لا کر مرغیوں کی طرح جیل کے عقوبت خانوں میں بند کر دیا گیا جناب اپیکر! میں ایک اور چیز اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے شہر کی پولیس کو ایک پرائیویٹ فیکٹری کے ایم ڈی کے گھر کی باندی کی حیثیت حاصل ہے وہ جو کہتا ہے آڈی رات کو سر! پر دوپٹہ اوڑھے بغیر ہی اس کی طرف بھاگنا شروع کر دیتے ہیں اور جو وہ کہتا ہے وہی کرتے ہیں جناب اپیکر! ناروا کیسز حتیٰ کہ ناظم سٹی گورنمنٹ اور نائب ناظم سٹی گورنمنٹ ہماری موجودگی میں مرک مارکر کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا جس میں

بطور دستخط گواہ کے ہیں لیکن آٹھ مہینے گزرنے کے بعد بھی یا سال گزر رہا ہے لیکن فیکٹری کی انتظامیہ کی جانب سے اس معاهدے پر عمل درآمد نہیں کی جا رہی ہے جس طرح اس معاهدے میں ہم سب کے دستخط موجود ہیں اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ اس معاهدے کے دن یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس کے بعد چونکہ معاملہ طے پا گیا ہے جتنے کیسز ہیں ایف آئی آر ہیں وہ ودھ ڈرا کئے جائیں گے۔ لیکن ایک سال سے مرک مارکر کے ملازم میں عدالتوں کے چکر لگا رہے ہیں تا حال وہ مقدمے واپس نہیں لئے گئے پچھلے دونوں ایک عدالتی فیصلہ ہوا تھا عدالت نے مرک مارک فیکٹری کی انتظامیہ کو ایک حکم نامہ جاری کیا تھا کہ آپ پرانے اور نئے مقدمات سارے واپس لے کر ملازم میں کوفوری طور پر رہا کیا جائے اس عدالتی فیصلے پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے اور جب ہم یہاں بیٹھے ہوئے اور ان کے متعلق تقریر کر رہے ہیں آج بھی وہ سنٹرل جیل کوئی میں ایک سوسولہ آدمی بغیر کسی کیس کے اس ظاہم قید ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

آخر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس ایوان کے توسط سے میں یہ چاہتا ہوں کہ مرک مارک فیکٹری والوں کو ہدایت کی جائے کہ ان مزدوروں کو رہا کیا جائے اور پولیس کو ہدایت کی جائے کہ وہ مرک مارک ایمپلائیز یونین کے ملازم نہیں بلکہ اس صوبے کے غریب عوام کے ملازم ہیں ہمارے ٹیکسوس پر جو پولیس کا عملہ ہے وہ پل رہا ہے مرک مارک فیکٹری والے ان کو تباہ نہیں دے رہے ہیں ان کے کہنے پر آدھی رات کو اٹھ کر ملازمین کو ان کے گھروں سے بچوں کے درمیان سے گھسیتے ہوئے نکالتے ہیں اور ان کو گرفتار کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ پولیس اگر مرک مارک والوں کو بغیر کسی ایف آئی آر کے ان کو جا کر وہاں سے وقفے کے دوران لٹچ بریک کے دوران ان کو گھسیتا ہوا نکالتا ہے اسکی وجہ کیا ہے آیا وہ کوئی چاشنی ہے جو مرک مارک والوں نے پولیس والوں کے منہ میں شرینی ڈالی ہے پولیس کو گام دیا جائے۔ ایک اور مسئلہ جناب اسپیکر! 13 اتارنخ کے مشرق اخبار میں ایک سینٹنٹ ہمارے کا بینہ کے ایک معزز وزیر کے توسط سے چھپا ہے کہ بلو چستان میں بم دھما کے قوم پرست کروا رہے ہیں جناب اسپیکر! اگر مولانا صاحب کے پاس کوئی دلیل کوئی ثبوت کوئی گواہ ہے تو وہ اس قوم پرست پر ہاتھ کیوں نہیں ڈال

رہے ہیں اگر نہیں ہے تو حکومت اپنی نا اہلی کو چھپانا۔ میں کہوں گا کہ وہ اس طرح کے بیان دے کر اس وقت مولانا عطاء اللہ ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے نہیں بلکہ وہ ایک حکومت کا حصہ ہیں وہ گورنمنٹ کے وزیر کی حیثیت سے وہ یہ بیان دے رہے ہیں میں مولانا واسع صاحب بیٹھے ہوئے ان کی پارٹی کے سربراہ ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اس آدمی کو گرفتار کیا جائے جو بم دھماکے کروار ہا ہے۔ اگر نہیں ہے ان کے پاس ثبوت تو ہم اس کوشش میں لگ جائیں گے کہ افغانستان میں کتنے طالبان ہمارے مدرسون سے گئے ہیں اور ہم اس لسٹ کو اس اسمبلی میں مہیا کر دیں گے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے فرح عظیم شاہ!

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب والا! آپ تو بالکل ہیڈ ماسٹروں والا سلوک کرتے ہیں ہمارے ساتھ۔ جناب اسپیکر! میں پی آئی اے کی فلاٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ڈیرہ غازی خان کے لئے پی آئی اے کی فلاٹ تھی لیکن اب نامعلوم وجوہات کی بنا پر ختم کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور یہ لا ہور کی فلاٹ ہے جو ہفتے میں صرف دو دن ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب اسپیکر: یہ ہیڈ ماسٹروں والا الفاظ واپس لے لیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: نہیں جناب! یہ الفاظ میں واپس نہیں لے رہی ہوں یہ ایسے الفاظ نہیں ہیں جن کو واپس لے لوں۔

جناب اسپیکر: یہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! آپ بیچ میں intrupt کریں بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: آپ ایک کوبولنے دیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: لا ہور کی فلاٹ کے حوالے سے میں بات کر رہی تھی کہ ہفتے میں صرف دو دن رکھی گئی ہے جس کی وجہ سے اگر کسی کو بہت زیادہ ایم بر جنسی ہو تو ان کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑنا ہے جس کی وجہ سے کافی لوگ ہیں اپنے مسائل لے کر ہمارے پاس اس حوالے سے آئے ہیں تو میں آپ کے توسط سے

حکومت سے روئٹ کرتی ہوں۔ کہ تبادل دنوں میں لاہور کی فلاٹ رکھی جائیں شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے شاہ زمان رند صاحب!

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے -----

میر محمد عاصم کر ڈگیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! ایک بات کی میں وضاحت کروں۔

جناب اسپیکر: گیلو صاحب زیر و ہاور میں صرف MPAس میں بات کر سکتے ہیں منسٹر بات نہیں کر سکتے آپ تشریف رکھیں گیلو صاحب جب زیر و ہاور مکمل ہو گا پھر آپ laste میں بولیں مہربانی جی شاہ زمان صاحب آپ بولیں۔

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر!

جان محمد بلیدی: سر! کچھ ایسی باتیں ہیں جو کا تعلق منسٹر سے ہے وہ جواب دےتا کہ ہم لوگوں کی تسلی ہو آپ کو پتہ ہے کہ ریونیو میں کتنا گھپلا ہوا ہے تو وہ منسٹر سے متعلق ہے اگر وہ ان کے خلاف ایکشن لینا چاہے اگر آپ انہیں بات کرنے کے لئے اجازت دیں تو ہمیں خوشی ہو گی مہربانی سر!

جناب اسپیکر: مولانا صاحب اور کچکوں علی صاحب جناب زیارت وال صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ لوگ بتائیں کہ زیر و ہاور کا طریقہ تو یہی ہے کہ ہر منسٹر اپنا منسٹر نقطہ نوٹ کرتے رہے اور آخر میں منسٹر حکومت کی طرف سے جواب دے گا میرے خیال میں یہ طریقہ کار ہے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! یہ تیری بار ہے آپ مجھے بولنے کے لیے اجازت دیتے ہیں تو درمیان سے کوئی اور اٹھ کر بات کرتا ہے میں جس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ملازمین کی غیر حاضری ہے تمام اضلاع میں جو کچھ طریقے سے ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتے ہیں یا بیور و کریسی کا جو رویہ بلوچستان کے مظلوم اور محکوم عوام کے ساتھ جناب اسپیکر! بلوچستان کے تمام اضلاع زیادہ تر ضلعوں میں گرمی زیادہ ہوتی ہے ہمارے بلوچستان میں جتنے بھی بیور و کریٹ ہیں بڑے اور جتنے چھوٹے ملازمین ہیں تو ایسے اضلاع میں جہاں پر گرمی زیادہ ہوتی ہے وہ تنخواہ لینے کے لئے پوسٹنگ تو اپنا کروا لیتے ہیں لیکن ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اگر ایک اسکول ہے اور وہ ہائی اسکول ہے جسکی ٹیچروں کی نفری 25-20 ہو یا 50 ہاں پر صرف وہی کے 5 سے 10 ٹیچر موجود ہو تو

میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے بچے جیسے تعلیم کے زیر سے مشکل ہے کہ آ راستہ ہو جائے جناب اسپیکر! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے تو اس پر غور کیا جائے اور اسکے علاوہ جہاں تک ہمیات کا تعلق ہے جہاں علاقوں میں ایک hospital کا مین ڈسٹرک میں اور تمام ڈسٹرکوں میں BHU یا چھوٹے بڑے سینئر ہے وہاں تو سر! صرف ان کی چھت ہے۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب! رند صاحب کو بولنے دیں آپ تشریف رکھیں۔

شہزادی: حافظ صاحب آپ ابھی سن لیں جواب پھر بعد میں دے دیں ان کی صرف چھت اور بلڈنگ ہے لیکن وہاں پر ملازم نام کی کوئی چیز نہیں ہوتا لیکن کاغذ میں ان کا نام بھی ہوتا ہے اور pay بھی لیا جاتا ہے لیکن وہاں کے لوگ مسائل کے شکار ہیں جو بڑے بڑے شہر ہیں جیسے ہمارے میں شہزادہ حاڑ رہے اس میں جو ہسپتال ہے اس کو تو تقریباً ڈیڑھ سال سے ادویات نہیں ملی ہیں اور منسٹر ہیلائٹھ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تقریباً وہاں پر 8-7 ڈاکٹروں کی پوسٹنگ ہے۔

جناب اسپیکر: شاہ زمان رند صاحب! ذرا مختصر۔

شاہ زمان رند: تو جناب اسپیکر! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑھ رہا ہے کہ صرف اور صرف ایک سے دو ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے اور یہاں کے لوگ پریشان حال ہیں۔

جناب اسپیکر: رند صاحب! آذان ہو رہی ہے۔

شہزاد: جناب اسپیکر! یہ بلوچستان کا اہم مسئلہ ہے اور وہ جو غریب پریشان لوگ ہیں جو بڑے بڑے بیوروکریٹ یہاں کوئی میں برآ جمان ہیں وہاں کے غریب لوگ یہاں ان بیوروکریٹ کے پاس آتے ہیں اور یہ پتہ نہیں کے واپسی کے لیے ان کی جیب میں کراچی کا پیسہ بھی ہے یا نہیں تو ان کا حال یہ ہے کہ ایک کام ہے جس پر زیادہ سے زیادہ 2 دن لگ جاتے ہیں اس کام کے لئے غریب آدمی کو 2 مہینہ آن پڑھتا ہے جناب اسپیکر! ایک غریب آدمی جسکی تنخواہ صرف 2 ہزار یا 3 ہزار ہو اور وہ کسی بیوروکریٹ کے پاس آ جائے اور لاکن میں دو مہینے تک انتظار کرتا رہے پتہ نہیں کہ وہ بیچارہ کس حالت میں ہے کہاں پر اسکی رہائش ہے پتہ نہیں کہ کسی سے قرض لیکر آ رہا ہے لیکن یہاں پر ہمارے بیوروکریٹ کے کانوں میں

جوں تک نہیں ریگتے جناب اپسیکر! جیسے PHE کی واٹر سپلائی اسکیمز ہیں وہاں پران کے دفتر میں ایک یا دو پمپ ڈرائیور ہوتے ہیں یہ کیا کرتے ہیں ہر علاقے میں وہ وہاں پر ڈیری فارم ہوتے ہیں گورنمنٹ کے روں ہے کہ ان کو نیکشن نہیں دیا جاتا ہے لیکن یہ ان کو دے دیتے ہیں جو مقامی گاؤں ہے اور لوگ ہے جو کہ پانی سے محروم ہوتے ہیں ان کا ٹائم کاٹ کر کے وہ پانی ڈیری فارم والوں کو دیا جاتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے جتنے بھی اضلاع ہیں اور یہاں پر جو ہم لوگوں کے میں یوروکریٹ ہیں ان پر ہمارے منستر صاحبان یہ نہیں کریں کہ اخبار میں اتنا اشتہار دے پوستر دے کہ ہم لوگ جلسہ جلوس کیسا تھ پروٹوکول کے ساتھ اس ضلعے کے دورے پر جا رہے ہیں تو ان کے آفیسرز صاحب کو تو پہنچ جلتا ہے کہ یہ صاحبان آ رہے ہیں اور ان کی خدمت تواضع بھی ہو جاتی ہے میں اپنے تمام منستر صاحبان کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بغیر اطلاع دیئے جائے پھر اسکو پہنچ لے گا کہ ان کی منشی کا حال کیا ہے اور ان کے ماتحت جو آفیسرز ہیں وہ کیا کر رہے ہیں شکر یہ جناب اپسیکر!

جناب اپسیکر: میں سارک ممالک کے کمیشن فار رائیز مناری کے وفد کو اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں جی رحمت صاحب آپ بولیں۔

رحمت علی بلوچ: شکر یہ جناب اپسیکر! میں فرنٹیئر کو رکے بارے میں پہلے اس حوالے سے میں اس فلور کے سامنے بات کی تھی۔

جناب اپسیکر: فرنٹیئر کو رکے بارے تو با تیں ہو گئی ہیں پہلے۔

رحمت علی بلوچ: سر! میں اپنے علاقے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں ابھی ایف سی نے 13 یا 15 چیک پوٹیں قائم کی ہیں تو اس پر تحریک جمع ہوئی تھی لیکن پیش نہیں ہو سکی میں سارے معزز را کین اسمبلی کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں اور ہمارے سینئر منستر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ایف سی کے حوالے سے جب سے میرے خیال میں یہ گورنمنٹ بنی ہے 10-9 دفعہ یہاں پر بحث ہوئی ہے پورے صوبے کے لوگوں نے انہمار برہمی کا انہمار کیا یہاں پر تو ڈسٹرک پنجگور میں ایف سی نے 12 سے 15 چیک پوٹیں خواہ متوہہ شہر کے اندر قائم کی ہیں تو وہاں پر ایسے علاقوں میں نو گوایریا زبانیے گئے ہیں جو معزز شہری یا عوامی نمائندے ناظمین کو نسل بخشیت ایک پی اے اگر میں جا رہا ہوں روک لیتے ہیں اور ایک

ایک گھنٹے تک لوگوں کو خوار کرتے ہیں کہ ہم لوگ چیک کر رہے ہیں تو اس حوالے سے پچھلے سال بھی ایف سی نے ناجائز طریقے سے ہمارے دو بندوں کو سر عام بازار میں قتل کیا۔ اور وہاں حالات اس طرح خراب ہوئے کہ ایک ہفتے تک ساری روڈیں بند ہوئیں جلوہ گھر اور ہوئے پھر آئی جی ایف سی آئے وہاں مذاکرات ہوا پھر ان لوگوں نے تھوڑی نرمی کر دی اور حکومت کی طرف سے کیا ایکشن لیا گیا جو بندے مرے ہوئے تھے ان کو صرف پچاس پچاس ہزار کے چیک دیئے گئے۔ اس حوالے سے ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ عوام میں ایک بے چینی پائی جا رہی ہے کہ ہم اپنے ملک میں رہتے ہوئے ہمارے جوادارے ہماری حفاظت کے لئے ہیں وہ ہماری اپنی جان کے دشمن ہیں ہم پر اس طرح کے ظلم ڈھانے جا رہے ہیں جس طرح سے عراق میں امریکہ کر رہا ہے اور ہم یہ بات گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں کی جان کی قیمت پچاس ہزار نہیں ہے۔ اگر ہمارے کسی بھی شہری کو کوئی نقصان پہنچا تو حالات کی ذمہ داری گورنمنٹ پر آئے گی حالات کسی کے قابو میں نہیں رہیں گے۔

جناب اسپیکر! او کے۔

رحمت علی بلوچ: تو جناب اسپیکر! میں سنیئر منستر کو بحیثیت نجج اس فلور کے توسط سے آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس پر کوئی ایکشن لے لیں وہاں پر جو زیادہ چیک پوسٹ قائم کی گئی ہے ان کو فوری طور پر ختم کیا جائے ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہاں ایف سی کی چیک پوسٹ نہ ہو بار ڈر پر کوئی نہیں جاتا ہے وہاں ڈرگ مافیا کی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں وہاں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے بار ڈر پر جائیں اپنی چیک پوسٹ قائم کریں وہاں پر سختی قائم کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے جہاں تک شہر کا تعلق ہے شہر کے اندر ورنی معاملے ہیں وہاں پر ایف سی کو مداخلت کرنا اور عوام کو تنگ کرنا یہ سراسرنا انصافی ہے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: شکریہ جناب زیارت وال صاحب!

عبد الرحیم زیارت وال: شکریہ جناب اسپیکر! میں خصوصی طور پر ہر انائی علاقہ جس میں خصوصی طور پر ہمارے ساتھ نظر اندازی ہے اور جان بوجھ کر وہاں پر کاموں میں رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے میں اس پر کچھ کہنا چاہوں گا اگرچہ اس میں پھر بنیادی طور پر صرف ہر نائی کے علاقے کا ہی ذکر کروں گا لیکن اس میں جو زیادتیاں ہو رہی ہیں اور جن جن ڈیپارٹمنٹ میں ہو رہی ہیں اس کا تھوڑا ذکر کروں گا اور امید یہ رکھتا ہوں

ان مکملوں کا جب میں نام لوں گا اگرچہ وہ مختلف ہونگے تو آپ اس کی اجازت دیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں زیارت وال صاحب! یہ تو آپ مختلف مسئلے بیان کر رہے ہیں۔ ایک مشکل بتادیں کونسی مشکل ہے؟

عبدالرحیم زیارت وال: نہیں جو ہر نائی ہمارا علاقہ ہے اور وہاں جو مشکلات ہیں وہ بیان کروں گا ایک مشکل نہیں ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے میں ہر نائی کی ہی بات کرتا ہوں اور کہیں بھی نہیں جاتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ہر نائی میں کئی مسائل ہو سکتے ہیں ایک مسئلہ بیان کریں۔

عبدالرحیم زیارت وال: بالکل ہو سکتے ہیں ایک مسئلہ پر بات میں نہ بھی کروں کسی اسکول میں ہیڈ ماسٹر نہیں ہے۔ کسی بھی ہسپتال میں وہاں ڈاکٹر نہیں ہے جتنے بھی کام ہو رہے ہیں اس میں کوئی قاعدہ روں نہیں ہے اب کس کے پاس فریاد کروں جو سیلا ب پچھلے سال آیا جس سے دو گلیاں ملیا میٹ ہو گئی تھیں اور اس کے لئے پیسے منظور ہو گئے ٹینڈر ہو گئے ہیں اب تک اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے تو اس کی کس سے فریاد کروں جناب! میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں اور ہمارے ایم پی اے فنڈ جو ہے اس میں ایک ٹکہ میرا خرچ نہیں ہوا ہے کہاں جاؤں وہ جگہ مجھے بتائیں کس سے فریاد کروں جتنے بھی آپ کے ملکے ہیں گورنمنٹ کے میں سب کے پاس گیا ہوں ایک ایک کے سامنے جھوٹی پھیلا کر کہا ہے ڈی سی او کو کہا ہے ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کوئی بھی آدمی اس کا نوٹ نہیں لے رہا ہے میں اس پر کیا کروں۔ آپ بتائیں میں آپ کے توسط سے کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اس علاقے کو انسانیت سے باہر کر دیا ہے اور جو انسانی حقوق والی بات کرتے ہیں میں ایمانداری سے کہتا ہوں اور یہاں کچھ دوست انسانی حقوق والے بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو کہتا ہوں جا کر دیکھ لیں انسانوں کی زندگی کیا ہے وہاں کوئی جو مائن ہے کسی طریقے سے نہیں چل رہی ہے وہاں کے ہسپتال جن کے میں نام گنوتا ہوں آپ کے بی ایچ یوز ہیں ایک میں بھی میڈیکل آفیسر نہیں ہے ہر ہسپتال میں ڈاکٹر نہیں ہے اور جتنی ڈپنسریز ہیں اس میں کمپاؤنڈر نہیں ہیں زرغون غریم نہیں ہے دیگر میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جب ہر نائی جاتے ہیں ایک لاکھ کی آبادی کا یہ علاقہ ہے اس میں بھی کو اگر یہ ڈاکٹر کہیں پر بھی نہیں ہے ہمارے سارے ہسپتال بند پڑے ہیں ہمارے اسکول جناب! آپ کے گوش گزار کروانا چاہتا ہوں کہ بار بار کہہ کر تھک گیا ہوں اس لئے آج اس ایوان

میں یہ مسائل اٹھا رہوں ہماری تحریک میں جو ماسٹر ہیں باری سے ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اس مہینے میں
میری باری ہے میں جاؤں گا آپ گھر پر رہیں گے کچھ پیسے دینے ہیں ایجوکیشن کے فلاں آفیسر کو۔
ایک آدمی کو بھادیا ہے ستار مری اس کا نام ہے میں اس کی نشاندہی کروارہا ہوں پار بار شکایت کی ہے لیکن
کوئی سننے والا نہیں ہے وہ برابر اپنے پیسے لے رہا ہے اور برابر وہی سلسلہ جاری ہے ہیڈ ماسٹروں کی میں
بات کرتا ہوں تحریری طور پر جب سے آیا ہوں مسلسل دے رہا ہوں کوئی پرساں حال نہیں ہے ہمارے
پاس ہیڈ ماسٹرنہیں ہے شہرگ اور ناکس میں ہے دو اسکولوں میں ہے باقی کسی ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر
نہیں ہے کس سے فریاد کروں اور عملے کی جوشکاریاں ہیں اور روڑ کے حوالے سے جب میں بات کروں گا
تو ایک فٹ کپی روڑ ہمارے علاقے میں نہیں ہے جو وعدہ کیا گیا تھا کہ ایشین ڈولپمنٹ بینک سے دے
رہے ہیں اس پر اب تک کام شروع نہیں ہوا ہے بہر حال وہ اپنی جگہ پر ہے۔ ماں کی بات میں کرتا ہوں
جناب! ہمارے لوگ ہیں ماں میں کام کرتے ہیں انسانی حق رکھتے ہیں اس کے لئے لاز ہیں ان کے
لئے قوانین ہیں لیکن کسی بھی لا اور کسی بھی قانون پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے واسع صاحب بیٹھے ہوئے
ہیں میں اس ایوان کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی کو مقرر کریں۔ جوہاں مانز ہیں وہاں جا کر
دیکھیں۔ وہاں پر ٹی بی ہو جاتے ہیں کونکل نکال رہے ہیں آمدن لوگوں کی جھوٹی میں ڈال رہے ہیں آمدن
لاکھوں روپے ایک دن کی کمائی دے رہے ہیں لیکن انسانی طور پر نہ ان کے لئے ڈسپنسری ہے نہ انکے
بچوں کے لئے اسکول ہے۔ نہ وہاں ان کے علاج کا کوئی مکمل انتظام ہے حادثہ کی صورت میں ان کو کوئی
لانا پڑتا ہے اور کہیں پر ہمارے پاس کوئی سہولت نہیں ہے اس قسم کی چیزیں ہیں جناب اسپیکر! اور میں
یہاں پر ہر نائی و دون مل بند پڑی ہے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ نے کئی مسکلوں کو اکٹھا کیا ہے۔ ابھی یہ ہو جائیں۔ ایف سی کی اس نے بات کی آپ
نے ہر نائی میں سب کچھ ملا یا۔

عبدالرحیم زیارت وال: جناب! یہ واسع صاحب کو ٹریڈری نیچ والوں کے گوش گزار کروانا چاہ رہا تھا اور ہر نائی
مل سب سے زیادہ اہم ہے اور یہ ہمارے صوبے کا سب سے اہم مل ہے اور یہ مون سون کے ریٹنگ میں اس
لئے بنائی گئی تھی کہ یہاں مال مویشی پالیں گے لوگ اور اس کی اون یہاں استعمال کی جائے گی اس کو

اتنے سالوں سے بند کر دیا گیا ہے۔ آج تک اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے۔

جناب اپنے سردار صاحب!

سردار شناء اللہ زہری: جناب اپنے سردار صاحب! میں ایک اہم مسئلے پر بات کروں گا میں آپ کو زیادہ تکلیف دینا بھی نہیں چاہتا ہوں کہ جناب اپنے سردار صاحب! میرا حلقہ با غبانہ۔ وہاں پر ایک ہفتے سے مظالم شروع کئے ہوئے ہیں میں اس بیان کے توسط سے آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایک الیں ڈی او بیٹھا ہوا ہے رشوت خور الیں ڈی او ہے جس نے لوگوں کو عذاب میں ڈالا ہوا ہے وہاں پر بھلی سے سر سبیل لگاتے ہیں آپ کو علم ہو گا آپ زمیندار آدمی ہیں اور شاید آپ کے باغات ہونگے اگر بھلی نہ ہو وہاں باغات نہیں لگا سکتے ہیں پانی نہیں نکال سکتے ہیں اور پانی لوگ نہیں پی سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ فکس ہوتے ہیں اب تین چار دن سے لوگوں کو پینے کے لئے پانی نہیں ہے تو میں ٹریزیری پنجز سے اور مولانا صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں واپس اکے مظالم سے لوگ واقف ہی ہیں سب جانتے ہیں اور اب یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ وہ الیں ڈی او صاحب وہاں پر ایف سی استعمال کر رہے ہیں اور لیویز لے جا رہے ہیں پہلے تو یہ رواج تھا کہ ٹرانسفر مراثا کر لے جاتے تھے اب تو الیں ڈی او صاحب لوگوں کے ہل بھی اٹھا کر لے جا رہے ہیں جو اپنی زمینوں پر ہل چلا رہے ہوتے ہیں تو بار بار کہنے کے باوجود میں چکوں صاحب اس کو ملنے کئے تھے بار بار یقین دہائی کرانے کے باوجود انہوں نے وہاں پر کچھ نہیں کیا ہے۔ اس دن ہمارے اپوزیشن لیڈر چکوں صاحب بھی تھے انہوں نے کچھ نہیں کیا اور انہوں نے وہاں الیں ڈی او کو کھلی چھٹی دی ہوئی ہے۔ تو میں اس فلور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدار اس الیں ڈی او سے ہماری جان چھڑائی جائے اور اگر اس الیں ڈی او کو تبدیل نہیں کیا جاتا ہے تو با غبانہ کی بھلی بحال نہیں کی جاتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر لا اینڈ آرڈر کا ایک مسئلہ ہو گا اور ہماری پارٹی نے اور ہماری پارٹی کے لوگوں نے سٹرائیک کی کال دی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر زیادتی ہو رہی ہے اور پارٹی کے زمیندار لوگ ہیں۔ وہ روڈ پر بھی آتے ہیں آپ نے گزرتے ہوئے دیکھا ہو گا کہ وہ بڑا رخیز علاقہ ہے تو کل انہوں نے سٹرائیک کی کال دی ہے ہم یہ نہیں چاہتے ہیں۔ کہ ہم روڈ پر آ جائیں اور حکومت کے لئے problem کریں لیکن حکومت کو بھی ہماری بات کو سننا چاہئے اور خاص کر عوام کی جو باتیں ہیں۔ ان کی

شنوائی ہونی چاہئے اس سے پیشتر کہ لوگ روڈوں پر آ جائیں اور وہاں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوتا میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہاں پر جو واپڈا کے حکام ہیں۔ ان سے بات کرے اور اس مسئلے کو حل کرے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔ جناب چکول صاحب!

چکول علی ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ ہمارے جو اسمبلی کے وزراء ہیں جو اپوزیشن کی بیٹھ پر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! آپ بحیثیت اسپیکر ایک نج کے چوبیں تاریخ کی اسمبلی میں ہم لوگوں نے اسمبلی سے واک آٹ کیا تھا اور لوگوں کا وہاں باہر ایک protest تھا اور یہ ہمارا ایک حق ہے۔ protest جناب والا! ہم لوگوں نے اس لئے کیا تھا، ہم نے ہمیلتھ منظر سے سوال پوچھتے تھے اور اس دن کچھ ایسے واقعات اسمبلی میں رونما ہوئے کہ بعد میں جناب کی سربراہی میں ہم نے زمیندار ان کے ساتھ میٹنگ کی پھر ہم نے good faith میں حکومت وقت کو بھی بتا دیا تھا کہ یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے اور ہم اس مسئلے کو حل کریں اور جناب والا نے ہمیں یقین دہانی کرائی تھی کہ میں جا کر جو proceeding ہے اس کو prorogue کر کے جو باقی کا رروائی ہے اسے دوسرا دن میں لائیں گے جناب یہ ایک نظام ہے چل رہا ہے اور ہم لوگوں نے اس کو تو چلنے نہیں دیا ہے اگر ہم اپوزیشن والے ایک سوال واسع صاحب سے پوچھ لیں گے۔ یا کہ ہم عطا اللہ صاحب سے پوچھ لیں گے۔ ہماری یہ نیت نہیں ہے کہ ہماری ان کے ساتھ کوئی ذاتیات ہے بلکہ یہ جمہوریت کی روح ہوتی ہے اور good governess بھی اسی میں آتا ہے کہ ہم حکمران جو ہیں اور ان کے اوپر جو دباو ہے انسان خود غرض بھی ہے اقربا پوری کی خیر بھی ان کی رگوں میں ہے۔ اور جب ہم یہ سوال کرتے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے ٹریشوری بیٹھ والے اس کو ایک ذاتی حملہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ بہت avoid کرتے ہیں کہ کس طرح ان سوالوں کے جواب نہ آ جائیں اور ہمارا احتساب جو پارلیمنٹ کے تحت کیا جاتا ہونے ہو۔ اپوزیشن کو یہ قانون اور جمہوریت نے یہ اختیار دیا ہے۔ ورنہ اگر اسمبلی نہ ہو جائے ہمیں یہ جرأت ہی نہیں ہے۔ کہ ہم لوگ آپ لوگوں کے خلاف ایک بات کہیں یا آپ لوگوں کو کچھ بولیں۔ جناب! پھر اس پر کیا ہوا تھا کہ ہمارے پارلیمانی وزیر صاحب نے یہ کہا

ہے کہ اپوزیشن نے ٹوپی ڈرامہ کیا ہے، ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک کو بولنے کا یہاں حق ہے۔ لیکن اس دن جو ہم جناب والا! سے کچھ الجھ پڑے کہ ہمارے important سوال ہیں اور اس دن ہمارا تم دوسرا سے معاملات میں ضیاع ہوئے آپ اسی سیشن میں دوسرا تاریخ میں دیں البتہ آپ نے یہ کہا تھا کہ میں نے رولنگ دی ہے۔ کہ میں اس کو دوسرا دن کی کارروائی میں نہیں لاوں گا ہمارے لئے کوئی چارہ کا رہیں تھا۔ سوائے protest کے جناب! یہاں شروع ہی سے ہمارا روایہ ہے۔ اگر ہم کوئی اپوزیشن والے تقریر کر لیں گے وہ تقریر برائے تعمیر ہو گی تقدیم برائے تعمیر ہو گی۔ جناب والا! ہمارا یہ approach ہی نہیں کہ تقدیم برائے تعمیر کر لیں اور جس وقت ہم لوگوں نے یہ کیا ہے آپ کو بحیثیت اسیکرنج کے آپ کو اختیار حاصل ہیں آپ ہمیں سرزنش کر سکتے ہیں لیکن دوسرا طرف حکومت یا حکمران جو کچھ کہتا ہے کہ ہمیں کوئی نہ پوچھے جناب! ہم لوگوں نے آج جو سوالات صنعت و حرفت کے محکے کو کئے تھے میں کہتا ہوں ایک دکاندار کے پاس کوئی جائے کہ مجھے یہ سامان دو وہ بھی اخلاق کے ساتھ کہے گا۔ یہ میرے پاس سامان نہیں آپ فلاں دکان میں جائیں وہاں سیکرٹری نے جس انداز میں ہمیں direction دی ہے کہ آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ معاملہ میرا نہیں ہے آپ وہاں کیوں نہیں جاتے ہیں میں کہتا ہوں اس طرح اگر ہمارا روایہ اور approach ہے لوگ دوسرے ممالک west کو یا یورپ کو کہتے ہیں کہ ان کے اداروں نے جو استحکام حاصل کی ہے اور جموریت جو کچھ پھولی ہے۔ وہاں صبر چل احتساب ان ساری چیزوں کو وہ face کر لیں گے وہاں پر اتنے اتنے بڑے واقعات ہوتے ہیں وہاں چاہے امریکہ کا صدر ہو چاہئے برطانیہ کا ویز اعظم ہو لیکن ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہماری جو ٹریڈری کے نئے ہیں میں کہتا ہوں جو جمہوری روایات ہیں اور جو اس کے آداب ہیں کہ اپوزیشن کو سنا یا جائے ہمیں یہاں معقول انداز سے سنا جا رہا ہے۔ اور دوسری بات جو میں نے جناب! یہاں نوٹ کی ہے کہ اہم سوال یہاں ہو ٹنگے عوامی اہمیت کے مسائل جو یہاں زیر بحث ہو ٹنگے ہم یہاں کچھ سوالات آپ کے سیکرٹریٹ میں جمع کر دیں گے وہ یہاں ان کو سبتواڑ کر لیں گے ہم لوگ حیران ہیں ہم انتظار میں ہیں کہ کب یہ ہمارے سوال آئیں گے میں جناب والا سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کا cognizance لیں اور جو بھی آدمی زور آور ہے۔

جناب اپسیکر: آپ اس کی وضاحت ذرا کریں کہ آپ یہاں سوالات جمع کرتے ہیں۔ یہاں سے غالبہ ہو جاتے ہیں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ: جی سر! میں نے خود دیکھا ہے۔

جناب اپسیکر: سیکرٹری اسمبلی یہ سوالات والا پوائنٹ نوٹ کر لیں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ: جناب! ہم نے اس فنڈ کے لئے روکنیست کی تھی کہ یہاں بلوچستان ایک تو معاشر لحاظ سے مغلوک الحال ہے آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ حالانکہ ہمارے اے جی آفس نے کلیئر کٹ ڈائرکشن دی ہے کہ آپ لوگ جو یہ پیسے دے رہے ہیں ایڈوانس کا میں اس پر comply نہیں کرلوں گا میں نے سی ایم صاحب سے کہہ دیا اور جب ہماری بات نہ مانی گئی تو مجبوراً مجھے سوال لانا پڑا اور میرا یہ سوال ٹیبل نہیں ہوا اور میرے بہت سے ممبران ہیں جن کے ساتھ یہ ہوا۔

جناب اپسیکر: کچکول صاحب! جو آپ کے سوالات ہیں وہ تحریری طور پر مجھے چیمبر میں دے دیں میں ان سب کی انکواری کر کے قانون کے مطابق کارروائی کروں گا۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ: ہماری جو قرارداد ہے ان کا احترام نہیں کیا جاتا ہے وہ رو یہ ایسا اختیار کر رہے ہیں کہ آپ لوگوں کی قرارداد کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے این ایف سی کے حوالے سے ہم لوگوں نے یہاں چلا یا ہے اپوزیشن اور ٹریزیری نہزر نے کہ بلوچستان کی پسمندگی کو ہم لوگ آبادی کے حوالے سے ختم نہیں کر سکتے ہیں، ہم نے قراردادیں بھی پاس کی ہیں شاہ زمان کی قرارداد ہے سارے لوگوں نے متفقہ بحث کی ہے کہ یہاں رقبہ کو لیا جائے یہاں غربت کو لیا جائے یہاں پسمندگی کو لیا جائے جناب! اگر کسی طرح وفاقی حکومت میں ہماری قراردادوں کی اہمیت اور حیثیت ہی نہیں ہے وفاقی حکومت میں ہماری پالیسیوں کا عمل دخل ہی نہیں ہے تو میرے خیال میں ہمارا ان اسمبلیوں میں آنے کی کیا اہمیت ہی رہے گی۔ اور میں یہ کہتا ہوں جناب کے توسط سے یہ حکومت وقت کی ذمہ داری بنتی ہے بشمول آپ کی جو قرارداد ہم لوگ اس اسمبلی سے پاس کرتے ہیں ان کی عمل درآمد پر ہمیں اگر کچھ محنت کرنا پڑتی ہے وہاں پر ہمارے سینیٹر ہیں ہمارے ایم این اے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ حکومت بھی اس سلسلے میں کچھ محنت کرے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ حکومت وقت، وہ چاہتی ہے کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کی کوئی ایسا تنقی نہ رہے

جہاںک بلوچستان کے حقوق اور بلوچستان کے مفادات کا تعلق ہے وہ بھاڑ میں رہے ہماری حکمرانی رہے ہم کیوں وفاق کے ساتھ جگہ اموں لیں میں کہتا ہوں کہ یہ conflict لیں اور ہمارا منشابھی نہیں ہے کہ آپ conflict لیں۔ آپ دیکھ لیں یہ جو سارے مسائل ہیں اور آپ بطور کسٹوڈین کے ہم جن چیزوں کی نشاندہی کی ہے اس پر آپ ایک موثر اقدام لیں شکریہ!

جناب اسپیکر: مہربانی شکریہ۔ عاصم کرد گیلو!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): لیکن ٹائم کم ہے۔

جناب اسپیکر: ٹائم کم ہے اور نماز کا بھی وقت ہے جلدی مختصر۔

محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب! ہمارے آزیبل ممبر نے جوزیروہ اور میں بولا ہے کچھ فتنتے اٹھائے ہیں settlement کے متعلق و ۱۹۹۲ سے پہلے کا ہے جو اس نے آٹھ سوا یکڑا ہے کہ کسی باہر کے آدمی کو کسی پنجابی کو ہوا ہے وہ تو کیس کورٹ میں چل رہے ہیں اس کے متعلق۔ ہم جب آئے ہیں، ہم نے اس کو کیسنسل کیا اور آج تک اسپیکر صاحب! ہم نے ایک انچ زیں بھی گوارد میں الٹ نہیں کی ہے مساوئے جو سرکاری مکملوں نے ہم سے مانگے ہیں کچھ ایک انٹر کانٹر نیشنل ہوٹل کے لئے جو ہمارے کیبینٹ نے منظور کئے ہیں تھیں ایکڑ کے ہیں اس کے علاوہ ہم نے ایک ایکڑ زیں بھی دی ہے۔ کچھ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے افسران ہیں ان کے بارے میں ہمارے آزیبل ممبر صاحب کہہ رہے تھے وہ آئیں مجھ سے ملیں جو کرپٹ آفیسر ہیں ان کی نشاندہی کریں میں بالکل ان کو نکالوں گا تیرسا مسئلہ پسندی کا پیش ہوا ہے ہمارے آزیبل ممبر شیر جان ان کا تعلق وہاں سے ہے میں پرسوں جب اس کو تبدیل کر رہا تھا تو انہوں نے مجھ سے روئیسٹ کی کہ میں وہاں کا ایک پی اے ہوں آپ مجھے consider کریں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے جان محمد صاحب آئے ہیں ان سے مشورہ کریں جو ہمارے کرپٹ آفیسر صاحب ان ہیں تو میں بالکل پسند نہیں کرتا ہوں کہ وہ وہاں رہیں (ڈیک بجائے گئے) جو موضع ہم سے پہلے غلط ہوئے ہیں جیسا کہ انہوں نے پہلے اپنے نکتہ اعتراض پر کہا ہے بالکل جو بھی ہے ہم اس کو کیسنسل کر دیتے ہیں اس کی آخری تصدیق کیسنسل کر دیتے ہیں ہمیں اس سے کوئی interest نہیں ہے۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ مجموعی طور پر جواب دے دیں۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): بسم اللہ الرحمن الرحيم جناب اپیکر! زیر و ہاور پر کافی دوستوں نے کافی مسئللوں پر بحث کی ہے اور وقت کم ہے اور نماز کا وقت بھی کم ہے قائد حزب اختلاف نے کچھ باتوں کی نشاندہی کی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھی باتیں ہیں جناب اپیکر قائد حزب اختلاف نے ذکر کیا کہ ہم نے جو اس دن واک آؤٹ کیا ہے اور حکومت نے واک آؤٹ کے حوالے سے اور دیگر دوستوں کی طرف سے کچھ بیانات آئے میں سمجھتا ہوں کہ جیسے کچکول صاحب نے فرمایا جمہوری ادارے اور مقدس ایوان اسی مقصد کے لئے ہوتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ کوئی حکمران یا حکومت کی جماعت یا حکومت کا کوئی شخص کوئی کام کر لے اور اس کے تدارک اسی مقدس ایوان میں ہوتے ہیں اور یاد ہانی سے ہوتے ہیں اور ہم جمہوری لوگ ہیں اور اس معاہلے میں ہم کچکول صاحب کے ساتھ ہیں اگر جمہوری اور جمہوری روایات کے اندر رہتے ہوئے انشاء اللہ کوئی سوال اور نہ ان سے کوئی پوچھ گچھ کوئی بھی برائیں مانتے ہیں۔ جناب والا! یہاں جو ہمارے ساتھیوں نے فیصلہ کر کیا کہ ہم حزب اختلاف کو منانے کے لئے نہیں جائیں گے ذاتی طور پر نہ میں نے اس وقت فلور پر کچھ کہا لیکن نہ جانے کے بارے میں۔ اور دو دفعہ جب ہم ان کو منانے کے لئے گئے اور کچکول صاحب خود وہاں تھے اور انہوں نے ہمارا استحقاق مجروح کر دیا لیکن ہم مناسب نہیں سمجھتے ہیں کہ ہم اس کو سمبلی میں لا جائیں کیونکہ جب کوئی کسی کے پاس جائے اور ان کو عزت دیتے ہیں تو وہاں سے عزت کی نگاہ کی توقع کی جاتی ہے لیکن ہم منانے کے لئے گئے اور وہاں سے نہیں جواب شامل رہا تھا تو اس وجہ سے ہم نے اپنی عزت اس میں محسوس کیا اور کہا ہم یہاں بیٹھیں کیونکہ جب ہم وہاں جاتے ہیں تو ان کا ہمارے ساتھ وہی روئی نہیں ہوتا ہے جو ہم اس توقع کے ساتھ جاتے ہیں تو اس بنیاد پر ہم نہیں گئے۔ جہاں تک قائد حزب اختلاف نے یہ کہہ دیا کہ کچھ ہمارے سوالات گم ہو جاتے ہیں تو میرے خیال میں سمبلی سیکرٹریٹ کا اور آپ کے سیکرٹری کا کام ہے یہ آپ کی ذمہ داری ہے اس کا جواب آپ دے دیں اگر گم ہو جاتے ہیں تو سمبلی سیکرٹریٹ ذمہ دار ہے۔

جناب اسپیکر: اس میں میں نے بتا دیا ہے کہ ہم انشاء اللہ بتائیں گے۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): خیر یہ آپ کا کام ہے اس میں تو ہم کچھ نہیں کہ سکتے ہیں۔ اور اسی طرح جو گکول صاحب نے ذکر کر کیا کہ وہاں مرکزی حکومت ہماری قراردادوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے

ظاہر ہے بہت اچھی بات کی ہے اور مرکزی حکومت کا روایہ ہمارے ساتھ اسی طرح ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسمبلی سیکرٹریٹ مرکز سے اپنے طور پر اپنی قراردادوں کے بارے میں رابطہ بار بار کرے پوچھ گچھ کرے کہ بھائی ہماری جو قراردادیں تھیں ہاں اور نہیں یا اس پر غور کرنے کے بارے میں ہمیں مطلع کریں کہ اس پر آپ لوگوں نے کیا پیش رفت کی ہے اور اس طرح میں کچھ صاحب کو قائد احزاب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے ہم کچھ رابطہ کریں گے اور کہیں گے اور جو ہماری بات نہیں مانتے ہیں تو ناہ کے حوالے سے ہمیں جواب دے دے کہ یہ آپ لوگوں کی یہ قرارداد غلط ہے اور یہ ہمارے بس یا ہمارے قانون کے مطابق نہیں ہے این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے جوڑ کر دیا ہے۔ اس کے متعلق آپ کو معلوم ہے اگر این ایف سی کے حوالے سے ہم اگر ایک نہ ہو جائیں۔ اگر این ایف سی کے حوالے سے ہم اگر ایک نہ ہو جائیں اور ہم اپنی آواز کو دنیا کے سامنے پیش نہ کریں یہ پچاس سال سے جو ہمارے ساتھ محاصل کی تقسیم کے حوالے سے جو ظلم ہو رہا ہے جبکہ جزل پرویز مشرف صاحب نے خود بھی تسلیم کر لیا اب وہی جزل پرویز مشرف صاحب کی سربراہی میں یہی این ایف سی ایوارڈ کی تقسیم ہو رہی ہے اور ہمارا انتظار یہ ہے کہ تسلیم شدہ باتوں کی گزارے ہوئے حکمرانوں نے ہمارے ساتھ جو نا انصافیاں کیں اب ہم یہی توقع کے ساتھ اسی این ایف سی کو دیکھتے ہیں اور چلتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو جائے گا اور لوگ حکمران اور مرکزی حکومت تو یہی ہمیں بار بار تسلیاں دیتی ہے اور مانتے ہیں کہ آپ لوگوں کے ساتھ نا انصافی ہے۔ اب ختم کرنے کے لئے میرے خیال میں جناب اسٹاکر! ہماری اپنی اتحاد کی بھی ضرورت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا شگون ہے کہ قائد حزب اختلاف نے اس معاملے کو اٹھایا ایوان میں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی highlight کرنے کے لئے اگر ضرورت پڑی تو قائد ایوان سے بھی میں مشورہ کر لیتا ہوں کہ اگر اس معاملے میں ہم ایک سیمینار کریں اور اپنے معاملے کو اس دنیا کے سامنے پیش کریں کہ پچاس سال سے ہمارے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اب ہماری جو دلیل اور مدلل انداز میں ہم نے مرکز کے سامنے اپنا کیس پیش کر دیا اب حکمرانوں کا رؤیہ ہمارے ساتھ کیا ہے۔ کیونکہ جب میں یہ دیکھتا ہوں محسوس کرتا ہوں صرف وہ بلوچستان کے کیس سے کتراتے ہوئے یہ سارے این ایف سی جو ادھر ادھر ہوتا ہے اگر بلوچستان آج ہاں کر دے کہ ٹھیک ہے چلو جو کچھ ہوا ہے ابھی اسی طرح کر دو میں

سمجھتا ہوں کہ پھر دوسرے صوبوں کے درمیان یا خاص کمرکز اور پنجاب کے درمیان نہ کوئی مسئلہ ہے بلکہ دونوں ہمارے سامنے ایک ہیں۔ اور جناب اپسیکر! اس معاملے میں میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی ہم اپنی آواز ان ایوانوں تک پہنچا دیں اور اگر ہم نے اس پر خاموشی اختیار کر لی تو جناب اپسیکر! ہمارے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے اور آئیوالی نسلوں کے لئے میرے خیال میں یہی ایوان ہے کیونکہ ہماری اس کی طرف نظریں ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھی بات ہے۔ کہ وہاں سے انہوں نے اس معاملے کی نشاندہی کی اور انشاء اللہ العزیز ہم ان کے ساتھ اور اس آواز پر ہم لبیک کہتے ہیں اور ان کو ہم آگے بڑھانے کے لئے حکومت کی طرف سے انشاء اللہ العزیز ہم کوشش کریں گے اور ان کا تعاون جب ہمیں حاصل ہو انشاء اللہ العزیز ہم این ایف سی۔۔۔ ہماری حکومت بلوچستان کا جموہر قف ہے اور ہم ان پر ڈٹے ہوں گے۔ لیکن ہمارے دلخیخت سے جب معاملہ گزر گیا دوسری طائفہ رقوں کے پاس جب گیا تو ہماری یہی رونا ہے اور کیا ہمارے پاس ہے۔ جناب اپسیکر! دوسری بات یہ ہے کہ کچھ مسائل کے حوالے سے میں نے معلومات جو اکٹھی کی ہیں۔ جس طرح نیم تریائی، ڈاکٹر شمع احراق صاحبہ اور رحمت علی بلوچ صاحب نے ایف سی کے رویے کی بابت بات کی جناب اپسیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ کچھ مسائل اس طرح ہیں کہ اس کو خواہ مخواہ انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ میں حکومت میں ہوں اس کی مخالفت کروں۔ ایف سی کے رویے کے حوالے سے بار بار حکومتی سطح پر مرکز سے رابطہ کیا۔ لیکن اس معاملے میں ہم بالکل ناکام ہو چکے ہیں اور مرکزی حکومت ہماری کوئی بات نہیں مانتی اور ایف سی کا پورے بلوچستان میں یہی رویہ ہے جس طرح جان محمد بلیدی نے فرمایا کہ عراق کی طرح میں سمجھتا کہ عراق سے بھی زیادہ کیونکہ عراق کے عوام پر جب امریکہ ظلم کرتا ہے۔ تو عراقی عوام نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی پوری تیاری کی ہوئی ہے اپنے دفاع کے خاطر لیکن ہمارے لوگ ایف سی والوں کو اپنا ہم وطن اور محافظ سمجھتے ہیں۔ اگر یہ محافظ ان پر گولیاں چلائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ساتھ عراق سے بھی بڑا ظلم ہے۔ ایف سی کے حوالے سے جو قرارداد پاس ہوئی۔ ایف سی کا رویہ through out بلوچستان میں انہائی ظالمانہ ہے۔ اور ان مظالم کو جتنی بھی highlight کیا جائے کم ہے۔ جناب اپسیکر! کچھ دوستوں جن میں سردار محمد اعظم موسیٰ خیل، شاہ زمان رند اور رحیم زیارت وال صاحب نے اپنے اپنے علاقوں کے مسائل کی نشاندہی کی۔ جن

میں زیادہ تر ٹپھر حضرات کی غیر حاضری جن کی وجہ سے اکثر اسکول بند رہتے ہیں تو جناب اسپیکر! اس
حوالے سے کچھ کہوں سب سے پہلے میں تمام سیاسی جماعتوں کا اور خاص کر اپوزیشن جماعتوں کا بھی اس
معاملے میں بہت مشکور ہوں کہ جب ٹپھر ایسوی ایشن نے بھوک ہڑتاں کی جو حکومت کے خلاف ایک قسم
کی ہڑتاں تھی۔ اکثر یہ دیکھا گیا بلکہ روایات بھی رہی ہیں کہ جب حکومت کے خلاف کوئی اٹھ جاتا ہے
تو اپوزیشن ان کا ساتھ دیتی ہے اور ان کے مسائل کو ابھارتی ہے۔ لیکن اس مرتبہ اپوزیشن والوں نے اس
مسئلے کو اس طرح رد کر دیا جس طرح حکومت نے رد کیا تھا۔ جو قوم کے بچوں کو تعلیم نہیں دیتے
غیر حاضر ہے جن کی وجہ سکونز بند پڑے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! ہم نے سمجھا کہ انکی زیادہ معاونت کرنا اور
ان کے ساتھ دینا اپنی قوم کے ساتھ ظلم کے متراffد ہے۔ تو اس بنیاد پر حکومت نے اس معاملے کو کوئی
اہمیت ہی نہیں دی۔ ٹپھر کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے منسٹر امبوکیشن اور حکومت کی طرف سے
انشاء اللہ العزیز ایک ایسی پالیسی اپنائی جائیگی کہ اگر کوئی ٹپھر غیر حاضر پایا گیا تو قانون ۲۰۰۰ جو کہ
منشیف صاحب کے دور حکومت میں بنایا گیا اگر ہم اس قانون کے لئے مجبور ہو گئے ملازمت سے فوراً
برخاشگی کا تو اس سے بھی گرینہیں گریں گے۔ میں تمام سیاسی جماعتوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس
بات کو سراہا کہ امبوکیشن کے حوالے سے کوئی compromise نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح
تریائی صاحب نے کہا امبوکیشن اور ہیلتھ کے ملازمین کی حاضری کو یقینی بنانے کیلئے۔ تو میں وزیر صحت
سے گزارش کرتا ہوں کہ جب کوئی وہاں اپنے گاؤں کے لوگوں کی اتنی مخالفت مول لیتے ہیں کہ ان کے
خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ جب یہ اسکول میں حاضر نہیں رہتے تو پھر اس طرح کے سرکاری ملازم کی
ہمیں کوئی ضرورت نہیں میں وزیر صحت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو سمجھ دی گی سے لیں کیونکہ یہ
مسئلہ دو مرتبہ اس ایوان میں ڈسکس ہوا ہے۔ لہذا غیر حاضر اسٹاف کے خلاف کارروائی کی جائے جب
آپ کو متعلقہ ایکم پی اے کا تعاون حاصل ہو تو آپ کو کیا مجبوری ہے۔ اس کے علاوہ جان محمد بلیدی
صاحب نے گوارد کے مسئلے یعنی کہ وہاں کی زمینوں کی الامنٹ کے حوالے بات کی۔ میں ان کی خدمت
میں گزارش کرتا ہوں کیونکہ کچھ بتیں اس طرح ہیں۔ کہ اگر کوئی سوچ سمجھ کرنے کریں تو شاید کل کو اس پر
پشیمان نہ ہو جائے۔ اس کو نیک نیتی سمجھے یا جو بھی سمجھے میں پچھلے دس سال سے اس معزز ایوان کا رکن

چلا آ رہا ہوں۔ گوادر کا مسئلہ اس ایوان میں اکثر discuss ہوتا رہا ہے۔ جناب اپنے! بلیدی اور ان کے دوستوں کی جانب سے سنگھار ہاؤ سنگ اسکیم کے حوالے سے اسی طرح بات ہوتی تھی جس طرح آج ہو رہا ہے۔ کہ وہاں جرنیلوں اور کچھ بڑے سیاستدانوں کو زمینیں الٹ ہوئی ہیں۔ اس وقت ہمارا مشترکہ مطالبہ تھا کہ غلط طور پر الٹمنٹ ہوئی ہے ان کو منسون خ کرنا چاہئے۔ لیکن جب مرکزی حکومت نے ہماری اس خواہش کو پورا کر کے جس نیت پر ہو لیکن ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ بلوچستان کے لوگوں کو الٹ نہیں ہوا ہے بلکہ باہر کے اور با اثر لوگوں کو الٹ کیا گیا ہے۔ لیکن بدستی سے وہاں سے مطالبہ شروع ہوا جب یہ منسون خ ہوا۔ تو ان دوستوں کی طرف سے دوبارہ مطالبہ شروع ہوا کہ ان کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گوادر کے مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہئے جو باتیں ہمارے کانوں سے گزرتی ہیں۔ کہ وہاں الٹمنٹ ہوئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہمارے منشیر یونیورسٹی صاحب نے بات کی انہوں نے الٹمنٹ نہیں کی ہے لیکن جو ضلعی نظام حکومت ہے۔ جس کے تحت ناظمین اپنے کو طاقت و سمجھتے ہوئے الٹمنٹ کرتے ہیں لیکن یہ بتائیں کہ اگر حکومت اس میں کامیاب ہوئی اور الٹمنٹ منسون خ کر دی۔ پھر ان دوستوں کی جانب سے یہ تحریک شروع نہیں ہوگی کہ وہاں مقامی لوگوں کی زمینیں ہیں یہ کیوں منسون ہو گئیں۔ میں جان محمد بلیدی سے ایک بار پھر گزارش کرتا ہوں کہ سوق سمجھ کر آپ یہ چاہتے ہیں ہم بھی اس معاملے میں سنجیدہ ہیں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان حکومت نے یہ فیصلہ کر دیا کہ وہاں اپنی ذاتی ملکیت کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کر دی ہے چہ جائے کہ حکومتی زمینوں پر لیکن جب وہاں کے لوگ کو رٹ گئے اور وہاں سے اسے بحال کروایا کہ کسی کی ذاتی ملکیت کی خرید و فروخت پر حکومت پابندی نہیں لگاسکتی۔ لیکن ہم نے اس نیت سے پابندی لگائی تھی کہ وہاں کے لوگوں کی زمینوں کو بچانے کے لئے کیونکہ ابھی ستے داموں زمینیں ان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے سرمایہ کار لوگ سرمایہ کاری کیلئے آئیں گے۔ جس طرح اختر لانگو صاحب نے مرک مار کر کے ملاز میں کے بارے یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں اختر لانگو سے پوچھوں گا کہ یہ کیا چیز ہے؟ دوسری بات جس طرح انہوں نے مولوی عطاء اللہ صاحب کا ذکر کر دیا کہ انہوں نے اخباری بیان دی ہے کہ کوئی میں بم دھماکے قوم پرست کر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اخباری بیانات پر زیادہ اعتبار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اخباری بیانات

جب آتے ہیں اکثر و پیشہ سیاق و شہباد پایا جاتا ہے جن کا کوئی پتہ نہ ہو۔ اب تک نہ ہمارے پاس اس قسم کی کوئی ثبوت ہے نہ کسی پر ہم نے ہاتھ اٹھایا کہ یہ کرار ہے ہیں۔ اور ان کو یہ بات نہیں کرنا چاہئے کہ طالبان فلاں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم تحقیق میں لگے ہوئے ہیں کچھ معلومات ہم نے حاصل کی ہیں۔ لیکن رازداری کے حوالے سے اور معاملے کو آگے لے جانے کیلئے اس وقت اس فلور پر کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن جب معاملہ کسی ٹھکانے پر گل جائے گا تو ہم بتادیں گے کہ دھماکے کون کرار ہا ہے اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ اس ایوان میں بتادیں گے۔ ابھی تک نہ حکومت کا اور نہ ہی ہماری جماعت کا یہ موقف رہا ہے کہ فلاں نے دھماکہ کیا ہے اخباری بیانات تو آتے رہتے ہیں۔ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ فرح عظیم شاہ صاحب نے پی آئی اے لا ہور فلاٹ کے حوالے سے ذکر کیا کہ ہفتے میں دو ایام ہے لیکن اس سے زیادہ ایام میں ہوا اور لوگ اس سے زیادہ استفادہ کر سکتے۔ میں پی آئی اے اور وزیر اعظم جمالی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے گواہ اور کوئی کے درمیان بھی پی آئی اے کی سروں شروع کی اسکے علاوہ ٹوب اور کوئی کے درمیان بھی پی آئی اے کی پرواہ شروع کر دی۔ میں فرح عظیم شاہ صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ کوئی اور لا ہور کے درمیان ہفتہ وار پی آئی اے کی پرواہوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ لوگوں کی روزمرہ زندگی کے معاملات میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ ثمینہ سعید صاحب نے لوکل بسوں کے حوالے سے بات کی۔ بلوجستان کا معاشرہ اسلامی معاشرے کے ساتھ ساتھ ایک قبائلی معاشرہ بھی ہے اور دونوں حوالوں سے دیکھا جائے خواتین کا انتہائی احترام کیا جاتا ہے۔ اور خواتین سے متعلق کوئی نازیبا الفاظ بول بھی نہیں سکتا۔ لیکن رفتہ رفتہ ہمارے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ جن کی وجہ سے اس قسم کے واقعات رونما ہوئے ہیں تو وزیر ٹرانسپورٹ صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ اس معاملے کا نوٹس لے لیں اور خواتین کے احترام کیلئے خصوصی پردے کا اہتمام ہو۔ میرے فاضل دوست سردار شناہ اللہ زہری نے ایک ایس ڈی او کے حوالے سے بات کی کہ ان کی وجہ سے علاقے میں لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے تو انشاء اللہ العزیز آج کیسکو کے بریگیڈیر صاحب سے رابطہ کر کے اس کا ازالہ کروائیں گے کیونکہ اگر متعلقہ محلے کے پاس صرف ایک ایس ڈی او ہوتا تو کوئی مسئلہ تھا جبکہ متعلقہ ادارے کے پاس اس فیلڈ میں سینکڑوں کی تعداد میں انجینئر موجود ہیں۔ وہاں ایسے شخص کو تعینات کیا

جائے جو لوگوں کو بھی اعتماد میں لے لیں اور محکمے کی کارکردگی کو بہتر کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قائد حزب اختلاف کی نیک خواہشات جوانہوں نے ایک ثبت انداز میں اپنی تقریر میں کی انکا میں تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اور انشا اللہ العزیز اگر ہمارے درمیان اعتماد اور اتحاد ہو تو این ایف سی کے حوالے سے اور بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے ہم پیش رفت کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم نے اتحاد ختم کیا تو کوئی نہیں ہو گا جو کہ ہمارے حال پر حرم کریں۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ معزز ممبران کے سوالات باری باری ترتیب سے کارروائی میں شامل کرتے ہیں جس طرح کچکوں صاحب نے ذکر کیا کہ انکا کوئی سوال کارروائی میں شامل نہیں کیا گیا۔ جبکہ مجھے سیکرٹری صاحب کی جانب سے اطلاع ملی کہ اس وقت تقریباً ساڑھے ۲۵۰ سوالات اب تک التواء میں پڑے ہیں جو کہ اپنی باری پر آئندگی لیکن پھر بھی کوئی ایسے سوالات ہو جو کہ کچکوں صاحب کو معلوم ہو وہ مجھے تحریری طور پر پہنچ دیں اس کے خلاف میں مکمل کارروائی کروں گا۔ آج میں سب معزز ارکین کا مشکور ہوں کہ جس طریقے سے عوامی مسائل پر بحث کیا۔ میں یقین دلاتا ہوں اپوزیشن اور حکومتی پیغمبر والوں کو کہ اگر اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تو انشاء اللہ عوامی مسائل خوش اسلوبی سے حل ہوں گے۔

اب اسیبلی کی کارروائی ۳۰ راپریل ۲۰۰۷ صبح دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسیبلی کا اجلاس ۲۔ بجکہ پینتالیس منٹ پر مورخہ ۳۰ راپریل ۲۰۰۷ صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

